احمد شاہ وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat Yar

ماهنامه

نصرت الجهاد

اکتوبر ۱۹۹۱ء

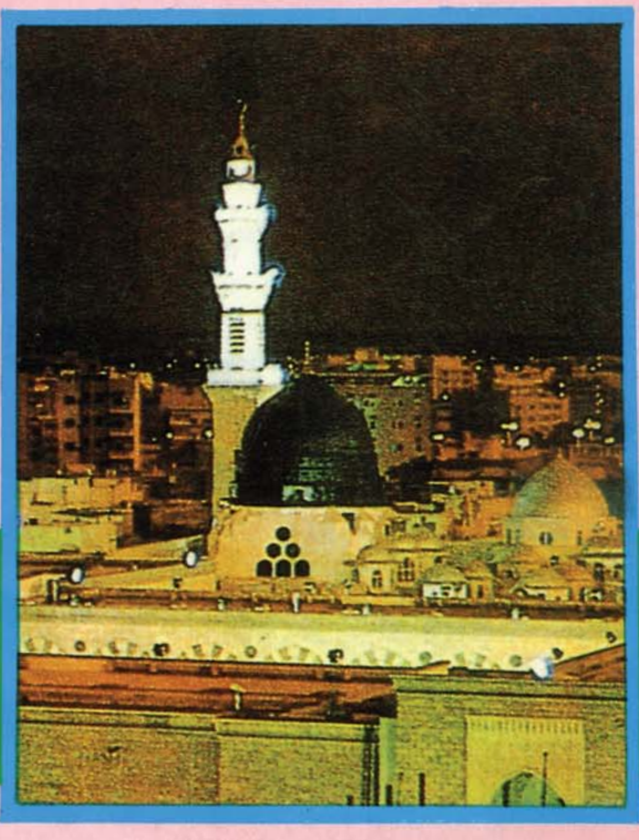

سلام اُس پر لقب ہے رحمۃ للعالمین جس کا
سلام اُس پر دو عالم میں کوئی ثانی نہیں جس کا

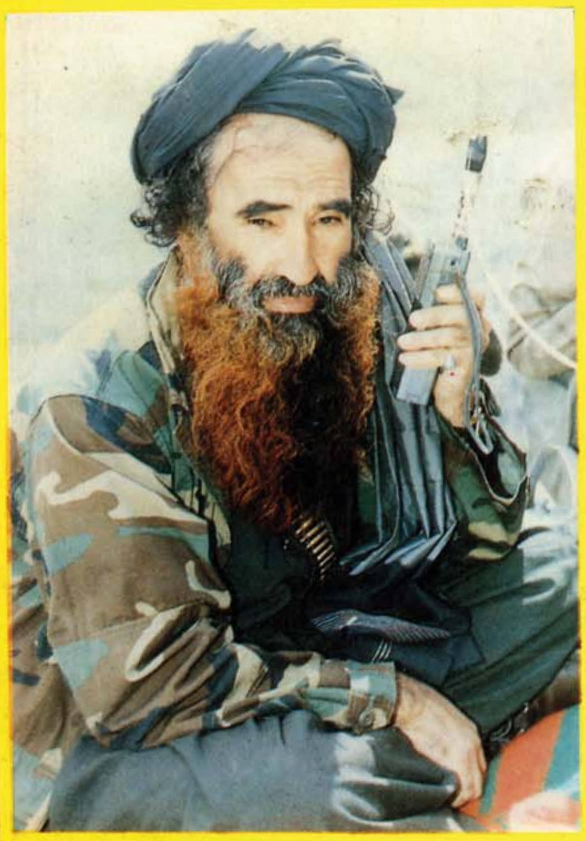

کابل حکومت ہتھیار ڈال دیں اور بس
(الحاج مولوی جلال الدین حقانی)

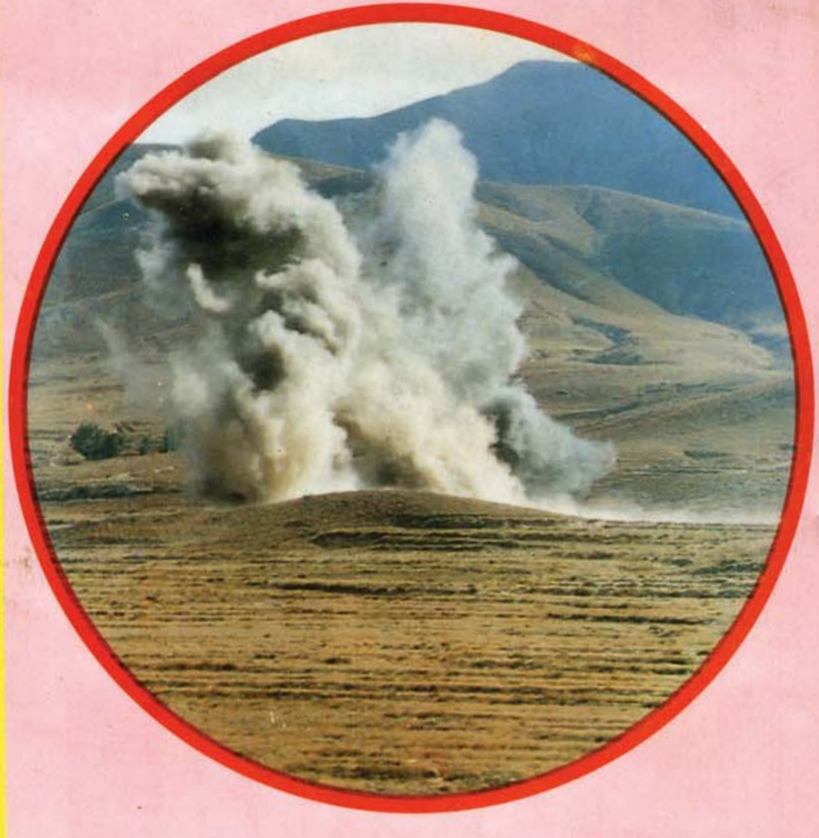

گردیز جنگ میں دشمن کے
وحشیانہ بمباری کا ایک منظر

بدرگاہِ سیّد المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آں جملہ رُسل ہادیٔ برحق کہ گذشتند
بر فضل تو اے ختمِ رُسل دادہ گواہی

در خَلق و در خُلق توئی نیّرِ اعظم
لا تُدرک اوصافک لم تدر کماہی

یا احسن یا اجمل یا اکمل اکرم
واللہ باخلاقک فی الملأ یُباہی

ز آفاق پریدی وز افلاک گذشتی
در جاہک فی السدرۃ غیرُ المتناہی

بل کیست حقیقت کہ عروجِ تو ز سدرہ
والذکر لفی حیدرِ من جملہ سناہی

تو باعثِ تکوینِ معاشی و معادی
اے عبدِ الٰہ ست مُسلّم بتو شاہی

عالم بہواداریت از ہوش برفتہ
آہو شدہ در یم و بصحرا شدہ ماہی

امید بکرمت کہ مکارم شیمِ تست
من کیستم و چیست معاصی و تباہی

آتش نیم از فضلِ تو اے رُوحِ خداوند
نظرے کہ رُباید ز سرم رنج و سیاہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد شاہ (اوریا) وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat Yar

ماھنامہ

نصرت الجہاد

۱۹۹۱ء

بانی : الحاج مولوی جلال الدین حقانی

چیف ایڈیٹر —— الحاج عبدالباری شہرت ننگیال
مدیر —— الحاج سید عبداللہ

سال تاسیس : ۱۴۱۱ھ ق، ۱۳۶۹ھ ش، ۱۹۹۰ء

جلد نمبر ۱ - شمارہ (۱۱-۱۲) مسلسل نمبر ۱۲ ستمبر - اکتوبر ۱۹۹۱ء، ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۱۲ ق، سنبلہ، میزان ۱۳۷۰ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- کابل حکومت ہتھیار ڈال دیں
۳- اسلحہ کی بندش کا فیصلہ ظالمانہ ہے
۴- گردیز جنگ کا آنکھوں دیکھا حال
۵- گردیز عنقریب فتح ہوگا
۶- یوم ولادت باسعادت
۷- سرحد اسمبلی کے رکن سے گفتگو
۸- تعزیتی پیغام
۹- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کی یاد
۱۰- اسلام میں خدا کا تصور
۱۱- مرحوم مولانا مفتی محمودؒ کی یاد میں
۱۲- بھارتی فوجیوں کی درندگی سے بھارت کے خلاف نفرت
۱۳- افسانہ
۱۴- نیو ورلڈ آرڈر ......
۱۵- کمیونزم بابا ......
۱۶- اسلام اور عیش کوشی
۱۷- کمیونزم کی ناکامی
۱۸- جہاد ایک عظیم الشان سنت
۱۹- اخبار جہاد
۲۰- شہداء راہ حق

پتہ :-
ماہنامہ "نصرت الجہاد"
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳
یونیورسٹی ٹاؤن - پشاور - پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ چندہ : ۱۰۰/- روپے
ششماہی : ۵۰/- روپے
فی پرچہ : ۸/- روپے

بیرونی ممالک :
سالانہ ۳۰ ڈالر
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۵۵۹
حبیب بینک کنٹونمنٹ برانچ صدر روڈ
پشاور - پاکستان

اداریہ

میدان جنگ میں مجاہدین کی برتری ہی سے سیاسی حل کے مثبت نتائج نکل آئیں گے

مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے حوالے سے سفارتی کوششیں بدستور جاری ہیں اور یہ کوششیں لمحہ بہ لمحہ زور پکڑتی جا رہی ہیں۔ مسئلے میں شامل فریقوں اور متعلق ممالک کے وفود اس مسئلے کے بارے میں بات چیت اور رائے معلوم کرنے کی خاطر مختلف ممالک کے دوروں پر بھیجے جا رہے ہیں تاکہ تمام فریقوں کے لئے کسی قابل قبول حل کا کوئی راستہ نکل آسکے۔ اللہ کرے کہ ان کوششوں کے کامیاب اور مثبت نتائج سامنے آئیں۔

دوسری طرف موصولہ اطلاعات اور رپورٹوں کے مطابق افغانستان کے مختلف مقامات پر مجاہدین اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے افواج کے درمیان شدید جھڑپوں کی خبریں آ رہی ہیں، چنانچہ افغانستان کے جنوب مشرقی علاقے میں گردیز کے مقام پر گذشتہ دو ہفتوں سے مجاہدین اور کابل کی مزدور رژیم کی افواج کے درمیان جنگ روز بروز شدت اختیار کر رہی ہے۔ ہمارے جہادی ذرائع کے مطابق اس دوران مجاہدین نے شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں، خوست پل تک مجاہدین پیش قدمی کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ۲۳ فوجی چوکیوں پر قبضہ کیا گیا ہے، دشمن کے کئی کارآمد توپیں، ٹینک اور دیگر جنگی ساز و سامان مجاہدین کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ دشمن کے اور متعدد فوجی ہلاک اور کئی زیادہ زخمی کر دیئے گئے ہیں۔

گردیز کی لڑائی میں کابل حکومت کی جانب سے آئے روز مجاہدین کے ٹھکانوں اور مجاہدین کے رسد اور دیگر ضروری اشیاء پہنچانے کے راستوں پر نجیب انتظامیہ کی بمباری، سکڈ اور اوریگان میزائلوں کا فائرنگ سے پتہ چلتا ہے کہ نجیب انتظامیہ اب بھی اپنی ہار ماننے اور مجاہدین کی فتح کا اعتراف کرنے کے لئے تیار نہیں، نجیب اور اس کی کٹھ پتلی انتظامیہ کو اب بھی اپنے آقاؤں کی اشیر باد حاصل ہے اور وہ ان کی امداد و تعاون پر دندناتے ہوئے مجاہدین کے ٹھکانوں و مورچوں پر بے رحمانہ بمباری کر رہے ہیں، سکڈ اور اوریگان نامی خطرناک میزائلوں کی بارش ان کا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۹۱ء میں روس اور امریکہ کے درمیان بظاہر تو یہ معاہدہ طے پایا کہ مجاہدین اور نجیب انتظامیہ دونوں کو اسلحہ کی سپلائی بند ہو، لیکن اصل میں یہ مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے نام سے جہاد افغانستان کے خلاف روس اور امریکہ کی ایک سازش تھی، کیونکہ مجاہدین کے لئے تو پہلے سے بھی امریکی امداد بند ہو چکی تھی. اب اس سازش کے بعد روس کے ساتھ ساتھ امریکہ بھی نجیب انتظامیہ کی امداد اور تعاون کرنے لگے ہیں. تاکہ اس طرح نجیب انتظامیہ کو مجاہدین کے مقابلے میں زیادہ مضبوط کر کے افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیں۔

ہمارے مجاہد رہنما بار بار یہ کہہ چکے ہیں کہ ہماری مجاہد قوم بھی جنگ نہیں چاہتی. بلکہ افغانستان میں صلح و امن اور مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل پر راضی ہے. مگر ایک ایسے سیاسی حل جس میں ہمارے پندرہ لاکھ شہداء کے ارمان، لاکھوں یتیموں اور بیواؤں کی تسلی اور ہمارے مجاہد عوام کے تیرہ سالہ جہاد، ہجرت اور مصائب و آلام کی تشفی ہو. اور یہ تشفی نجیب انتظامیہ کی برطرفی اور وہاں ہمارے شہید پرور و مجاہد عوام کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کے قیام ہی سے ممکن ہو سکتی ہے. اس کے بغیر جو بھی فیصلہ ہوتا ہے اور جس طرح کا سیاسی حل پیش کیا جاتا ہے وہ ہماری مومن قوم کی امنگوں اور مقاصد جہاد کے خلاف ہوگا. جو کسی بھی طرح ہمارے لئے قابل قبول اور قابل برداشت نہیں ہوگا.

ایسی صورت میں مجاہدین کے لئے دشمن کے خلاف لڑنے اور میدان جنگ میں برتری حاصل کرنے کے سوا اور کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا اور ہم اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ ہمارے جہادی مقاصد پورے نہیں ہو جاتے.

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پر بھروسہ رکھنے کے سوا ہمارے غیور مجاہد عوام دوسروں کی امداد کے بغیر شکست خوردہ اور زبون حال دشمن سے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام اور میدان جنگ میں انہیں نیست و نابود کرنے تک لڑنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں.

اگر حقیقتاً کسی ادارہ یا کسی ملک نے مسئلہ افغانستان کا سیاسی حل تلاش کرنا ہے. اور اس راہ میں ثمر بار کوششوں کا سلسلہ جاری رکھنا ہے تو سب سے پہلے نجیب انتظامیہ کو اقتدار سے الگ کرنا ہوگا. کیونکہ نجیب اور اس کی انتظامیہ کے ہاتھ ہمارے بے گناہ عوام کے خون سے رنگے ہوئے ہیں اور اس انتظامیہ کے اقتدار پر قبضہ اور برقراری افغانستان میں خون خرابہ اور جنگ کا اصل سبب ہے.

کہنے کو تو سیاسی حل کے فارمولے میں عجیب کی بر طرفی کا ذکر آتا ہے مگر عملاً نجیب اور کٹھ پتلی انتظامیہ نہ صرف بدستور کرسی اقتدار سے منسلک ہیں بلکہ ہمارے مجاہد عوام کے خلاف ان کے ظالمانہ اور بے رحمانہ کارروائیوں میں ان کی مزید مدد کی جارہی ہے۔ گذشتہ تیرہ سالوں کے دوران مجاہدین کے کمائے ہوئے افتخارات، فتوحات اور مقاصد جہاد کو سبوتاژ کرنے کے لئے سیاسی حل ہی کے نام سے مذبوحانہ کوششیں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ایسی صورتحال کے پیش نظر کہ سیاسی حل کے نام سے جاری کی کوششیں اخلاص پر مبنی نہیں۔ سیاسی حل ہمارے خیال میں ہمارے جہاد کی مقاصد پورے ہونے کی عکاسی نہیں کر سکتی۔ نہ ہی جاری جنگ کے اصل عامل اور ملزم و بے گناہ کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے سیاسی حل کے لئے لایعنی کوششوں اور سعی لاحاصل سے کسی بھی صورت میں مثبت نتائج سامنے نہیں آسکیں گے۔

ایسے میں عالمی اداروں اور تمام صلح دوست ممالک سے ہماری اپیل ہے کہ وہ مسئلہ کی نزاکت و حساسیت کو مدنظر رکھ کر افغانستان کے رنج دیدہ اور زخم کشیدہ مومن عوام کی امنگوں کے مطابق ایک آزاد، غیر جانبدار اور اسلامی حکومت کے قیام کی خاطر منصفانہ اور عادلانہ سیاسی حل تلاش کرنے کے لئے زود اثر، ٹھوس اور موثر اقدامات کریں تاکہ افغانستان میں ہمارے مسلمان عوام کی مرضی و خواہش کے عین مطابق حکومت تشکیل دی جا سکے۔ ورنہ ہماری جدوجہد جون کی توں جاری رہے گی۔ افغان مومن قوم کسی کے اسلحہ کی محتاج نہیں۔ ان کے پاس ایمانی قوت، اسلامی جذبہ اور اللہ کی مدد و نصرت پر بھروسہ رکھنے کا مضبوط ہتھیار موجود ہے۔

جیسا کہ افغانستان کے جنوب مشرقی محاذوں کے فیلڈ کمانڈر اور فاتح خوست الحاج مولوی — جلال الدین حقانی نے فرمایا ہے کہ: "جب تک اللہ تعالیٰ کو ہمارا جہاد منظور و مقبول ہو اس وقت تک وہی ہمارے ہتھیار اور دیگر امداد کا بندوبست فرمائے گا"۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جہادی سہولتیں فراہم کرے گا۔ اور ہمیں کسی کے مدد و تعاون کا محتاج نہیں رکھے گا اور نہ ہی ہمیں کسی کے رحم و کرم پر چھوڑے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے قوانین نافذ کرنے کے لئے ہی ایک اسلامی حکومت کا قیام چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کے بندوں کی بندگی اور انسانی بتوں کی غلامی سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ اس لئے خالق کائنات ہمارا تعاون ضرور فرمائے گا اور ہمیں آخر کی فتح و کامیابی سے ضرور ہمکنار فرمائے گا (انشاءاللہ)

کابل حکومت ہتھیار ڈال دیں اور بس

گردیز پر مجاہدین کے حملے کے بارے میں فاتح خوست مولوی جلال الدین حقانی سے گفتگو

۲۳ ستمبر کو اندرون افغانستان "بڑی" نامی جنگی محاذ میں "نصرت الجہاد" کے نمائندوں نے گردیز پر مجاہدین کے عمومی حملے کے بارے میں جناب الحاج جلال الدین حقانی سے انٹرویو کیا۔ یہ اہم انٹرویو نذر قارئین ہے . (ادارہ)

سوال : محترم مولوی صاحب گردیز پر مجاہدین کا منظم حملہ کب شروع ہوا اور کون کونسی تنظیمیں اس میں حصہ لے رہی ہیں ؟

جواب : بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد ۱۸ ستمبر بروز بدھ مجاہدین نے گردیز پر مقدماتی حملہ شروع کیا ، جس میں پکتیا اور پکتیکا صوبوں کے تمام مجاہدین حصہ لے رہے ہیں ۔ اسی طرح مجاہدین نے ریڈیو ، اخبارات اور دیگر ذرائع سے اعلامیے نشر کئے ہیں . جن میں کمانڈروں کی ملٹری شوریٰ کی جانب سے گردیز کے فوجیوں اور عام لوگوں سے کہا گیا ہے کہ وہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار اپنی جان و مال کو خطرات سے بچائیں .

سوال : یہ حملے کسی خاص وقت تک ہوں گے یا یہ گردیز کی مکمل فتح تک جاری ہوں گے ؟

> ہم نے گردیز کی مکمل فتح کے لئے کارروائیاں شروع کئے ہیں ۔ باقی علم اللہ کے پاس ہے کہ کب تک دوام پائیں گے .
> (الحاج حقانی)

جواب : کاروائی کوئی فرمائشی کاروائی نہیں ہے ، جو کسی معین وقت تک جاری رہیں گے بلکہ یہ کاروائیاں ہم نے گردیز کی مکمل فتح کے لئے شروع کئے ہیں باقی علم اللہ کے پاس ہے کہ کب تک یہ دوام رکھیں گے تاہم مجاہدین کا پختہ ارادہ ہے کہ مکمل فتح تک لڑائی کو جاری رکھیں گے .

سوال : اگر یہ جنگ طول پکڑ جائے تو کیا موسم سرما میں مجاہدین مشکلات کا شکار نہ ہوں گے .

جواب : موسم سرما کی آمد اور سردیوں میں شدت سے دشمن کے مشکلات

بڑھیں گے کہ ان کے پاس جلانے کی لکڑی نہیں ہے، دوسری طرف مجاہدین کی جانب سے ان پر راستے بند ہوں گے

چنانچہ اس طرح دشمن سخت مشکلات سے دوچار ہوگا۔ جبکہ مجاہدین کے لئے تمام راستے کھلے ہیں وہ اپنی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔

سوال : گردیز میں رہائش پذیر عام لوگوں کی تعداد کیا ہے، اس طرح کابل فوج کی کتنی قوت یہاں موجود ہے؟

جواب : گردیز میں تقریباً پندرہ ہزار گھرانے رہائش پذیر ہیں جب کہ کابل فوجی دستوں کی صحیح تعداد کا اندازہ نہیں کہ مختلف اوقات میں یہ مختلف رہتی ہے کبھی یہ زیادہ ہوتی ہے اور کبھی کم۔ جنگ کے دنوں میں تعداد بڑھاتے ہیں اور دیگر علاقوں سے دستے یہاں جمع کئے جاتے ہیں۔ اور جب جنگ نہ ہو تو دستوں کو واپس دوسرے علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔

سوال : وہ عام لوگ یا فوج و ملیشیا کے افراد جو مجاہدین کی پناہ میں آتے ہیں۔ مجاہدین نے ان کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے؟

جواب : ایسے افراد جو مجاہدین

مولانا فضل الرحمان صاحب اور الحاج حقانی صاحب ایک یادگار تصویر

کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہیں اور ان کی پناہ میں آتے ہیں۔ مجاہدین اور امدادی اداروں نے ان کے لئے پروگرام ترتیب دئیے ہیں اس کی بہترین مثال خوست کی فتح ہے۔ کیونکہ جب ہم نے امدادی اداروں سے رابطہ کیا کہ جنگ کے دوران بہت سے گھرانوں نے ہجرت کی ہے تو وہ یقین نہیں کر رہے تھے مگر جب انہوں نے لوگوں کا سیلاب دیکھا تو فوری طور پر انہوں نے اپنی کمک جاری کر دی اور اب امدادی ادارے اس سلسلے میں مکمل معلومات رکھتے ہیں :

سوال : پروفیسر مجددی نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ مجاہدین نے گردیز پر حملہ نہیں کیا ہے بلکہ کابل حکومت کی جانب سے مجاہدین کے مراکز اور عام لوگوں کے گھروں پر توپخانے کی گولہ باری اور طیاروں کی بمباری ہو رہی ہے یہ اقدام امن و صلح کی کوششوں پر منفی اثرات مرتب کرے گی ؛

جواب : خوست کی فتح کے بعد مجاہدین گردیز پر حملے کی تیاریوں پروگرام ترتیب دینے، راستے بنانے جنگی ضروریات پوری کرنے، مورچوں کی تعمیر اور دیگر اشیائے ضروریہ پوری کرنے میں لگے ہوئے تھے اور ان کاموں کی تکمیل کے بعد اب انہوں نے گردیز پر حملہ شروع کر دیا ہے، رہ گئی مجددی صاحب کی بات. یہ بمباری جو حالیہ دنوں میں گردیز کے اطراف میں کی گئی ہے اس سے پہلے کئی بار اس سے سخت بمباری ہوئی ہے.

دوسری بات یہ کہ جناب مجددی صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے رابطہ رکھا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے حکومتِ پاکستان سے کہا ہے کہ جنگ کا راستہ روکے. یہ بات بھی درست نہیں، کیونکہ ہم نے گردیز پر حملہ کیا ہے. کابل حکومت کے لیے صرف ہتھیار ڈالنے کا موقعہ ہے اور بس. پھر یہ کہ جنگ ہم نے اپنی مرضی سے شروع کی ہے اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گا. جب تک کابل کی ملحد اور مرتد حکومت کا خاتمہ نہ ہو جائے اور اس کی جگہ مجاہدین کی ایک اسلامی حکومت نہ بنے.

سوال : مولوی صاحب ان حساس دنوں میں مورچوں میں موجود مجاہدین کے لئے کوئی پیغام دیں گے ؟

جواب : مجاہدین سے میرا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق مضبوطی سے قائم رکھے. کیونکہ اتحاد کامیابی کا راستہ ہے. جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، چنانچہ مجاہدین مندرجہ ذیل نکات کو مدنظر رکھیں تاکہ اللہ کی رضا کا سبب بنے وہ یہ ہیں:

۱. مورچوں میں تکلیف ومشکلات کے باوجود ثابت قدم رہیں.

۲. اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں.

۳. اپنے امیروں کی اطاعت کریں

۴. اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈریں اور انسانوں سے نہ ڈریں.

ان شرائط کو پورا کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو کامیابی وکامرانی نصیب کرے گا.

الحاج جلال الدین حقانی محاذ جنگ پر

اسلحہ کی بندش کا فیصلہ ایک ظالمانہ اور غیر عادلانہ اقدام ہے

"الحاج حقانی"

تازہ حالات کے حوالے سے الحاج جلال الدین حقانی کے ساتھ "نصرت الجہاد" کا خصوصی انٹرویو

سوال: روس اور امریکہ نے حال ہی میں اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ افغان مسئلہ کے سیاسی حل کے سلسلے میں افغانستان میں برسرپیکار دونوں فریقوں کو اسلحہ اور دیگر امداد کی سپلائی بند کر دے اس بارے میں آپکی رائے کیا ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد:

روس اور امریکہ کے درمیان یہ اتفاق رائے دراصل اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی جانب سے پیش کردہ پانچ نکاتی تجویز کا ایک حصہ ہے۔ میری رائے کے مطابق اقوام متحدہ کی طرف سے پیش کی جانے والی یہ تجویز اور اس تجویز کے ایک حصے کے طور پر روس امریکہ کی اتفاق رائے جس کی بناء پر دونوں متحارب فریقوں کو اسلحہ اور دیگر امداد کی سپلائی بند کرنا ہے۔ ایک ظالمانہ اور غیر عادلانہ فیصلہ ہے۔ روس وامریکہ بجائے اسکے کہ افغانستان میں گذشتہ تیرہ برسوں سے جاری جنگ کے اصل عاملین کا اوراک کرے انہیں پہچانیں اور نجیب کٹھ پتلی انتظامیہ کو جنگ کا اصل عامل اور سبب قرار دے۔ ظالم اور مظلوم کے درمیان تمیز برتنے کی بجائے۔ ظالم اور مظلوم دونوں کو مساوی حیثیت دینے کے قائل ہیں جو کھلم کھلا مجاہدین کا حق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اقوام متحدہ کی طرف سے پیش کئے گئے پانچ نکاتی فارمولے میں کچھ ایسا مواد بھی شامل ہے۔ مثلاً فریقین کو اسلحہ اور دیگر امداد کی بندش، فائر بندی اور عبوری مدت میں ایک وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل جو کسی طور پر مجاہدین کے لئے قابل قبول نہیں۔

عالمی ادارے کو چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے نجیب اور اس کی کٹھ پتلی انتظامیہ کو افغانستان میں گذشتہ تیرہ برسوں سے جاری جنگ کے اصل عامل قرار دے کر انہیں وہاں تمام تر بربادیوں، خون خرابے اور فتنہ وفساد کے مجرم کی حیثیت سے پہچانیں، انہیں امداد کی فراہمی پر غور کرتے اسکے بعد جب نجیب کٹھ پتلی انتظامیہ اقتدار سے محروم کر دی جاتی پھر مجاہدین کیطرف سے جنگ بندی خود بخود عمل میں آجاتی اور اس وقت امداد کی فراہمی بند ہو سکتی تھی،

اب جبکہ عالمی ادارہ ذکرشدہ مشکلات سے قطع نظر کرتے ہوئے جنگ بندی کا مطالبہ کر رہی ہے تو یہ ایک غیر عادلانہ، غیر منصفانہ اور غیر حقیقت پسندانہ مطالبہ ہے جو مجاہدین سے کیا جارہا ہے۔ ہماری رائے کے مطابق یہ ایک یکطرفہ فیصلہ ہے جو نجیب، اس کی

مزدور انتظامیہ اور روس کی مرضی کے عین مطابق کیا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کو چاہیئے کہ وہ حق کو ملحوظ خاطر رکھے اسے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ امداد کے مستحق کون ہیں اور کس فریق کو امداد نہیں ملنی چاہیئے، جنگ کی اصل اور باعث فریق کونسی ہے، اتنی بربادیوں، لاتعداد بے گناہ انسانوں کے قتل عام، سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں بیواؤں، یتیموں، اپاہج، لاکھوں کی تعداد میں اپنے گھر بار اور خانہ و کاشانہ سے محروم ہونے والے مہاجرین کے مصائب و آلام کا ذمہ دار کون ہے؟ اور مستقبل میں اسکی ذمہ داری کس کے کندھوں پر عائد ہو سکتی ہے؟

نہ جانے اقوام متحدہ ان حقائق سے چشم پوشی کیوں کر رہا ہے۔

جہاں تک ان اعلانات اور اسلحہ کی عدم فراہمی کا تعلق ہے تو یہ ان لوگ پر منفی اثرات مرتب کر سکتے ہیں جو نجیب کی طرح خارجی ممالک کی امداد، تعاون اور پشتیبانی سے حصول اقتدار کیلئے لڑتے رہے ہیں۔ مجاہدین جنہوں نے اللہ کی مدد و نصرت پر بھروسہ رکھ کر اللہ کے دین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جنگ اور جہاد کا آغاز کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق لڑتے رہے ہیں ایسے فیصلوں سے مرعوب اور متاثر نہیں ہو سکتے ان کا یہ پختہ یقین اور راسخ عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کو ہمارا جہاد منظور و مقبول ہو اس وقت تک

> کٹھ پتلی انتظامیہ اور مجاہدین دونوں فریق پر بغیر کسی امتیاز اسلحہ اور دیگر امداد بند کرنا ایک ظالمانہ اور غیر عادلانہ فیصلہ ہے
>
> "مولوی جلال الدین حقانی"

ہمارے لئے اسلحہ اور دیگر امداد کا بندوبست ضرور ہو جائے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت کے دروازے ہمارے لئے بند نہ ہو۔ مخلوق کے دروازوں کا بند ہونا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کے سبب ہمارے جہاد پر کوئی منفی اثر پڑ سکتا ہے۔

سوال: یہ توقع کی جا رہی تھی کہ خوست کی شایان شان اور بڑی کامیابی کے بعد جلد ہی گردیز کی فتح بھی مجاہدین کو نصیب ہو جائے گی۔ مگر فتح گردیز کے تعطل نے لوگوں میں ایک طرح کی تشویش پیدا کر دی ہے۔ اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

جواب:

حقیقت یہ ہے کہ انسان کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا تابع ہے اور ہر عمل اپنی ازلی مقدر اور مقررہ وقت پر انجام پاتا ہے، ہم جتنی بھی جدوجہد اور کوشش کیوں نہ کریں پھر بھی جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازل میں مقررہ وقت نہ آپہنچا ہو کسی بھی کام پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا خوست پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے بھی مسلسل بارہ برس تک جدوجہد کرنا پڑی لیکن جب تک مقدر میں لکھا ہوا وقت نہیں پہنچا اس وقت تک اس مقصد میں مکمل کامیابی ہمیں نصیب نہیں ہوئی

مگر جب مقدر کا وقت آپہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اسباب و وسائل کا اہتمام فرما کر خوست فتح کرا دیا۔ اسی بناء پر فتح گردیز کے حوالے سے بھی لوگوں کا خیال تھا کہ فتح خوست کے فوراً بعد گردیز پر تسلط پیدا کرنے کی خاطر بھی مجاہدین حملے شروع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ گردیز فتح بھی ہو سکے۔ لیکن ہمیں احساس ہو گیا کہ یہ ابھی اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا اور مستقبل میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم کہ کب فتح ہو جائے گا۔ پھر بھی اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ گردیز شہر کے ارد گرد مجاہدین کی مورچہ بندی پہاڑوں میں مجاہدین کی رفت و آمد کیلئے نئے راستوں کی تعمیر، وہ جنگی ساز و سامان جو مجاہدین

گذشتہ بارہ سالوں کے دوران خوست میں بروئے کار لائے ہوئے ہیں کی گردیز میں مجاہدین کے نئے ٹھکانوں میں منتقلی گردیز شہر کے ارد گرد محاصرے کی ایک بڑی پٹی بنانا اور فتح خوست کے دوران غنیمت کے طور پر دشمن سے چھینے ہوئے ٹینکوں کی مرمت اور دوبارہ قابل استعمال بنانے میں کافی مدت درکار ہے چنانچہ مذکورہ بالا کاموں کی انجام دہی میں ہمارے مجاہدین کا زیادہ وقت خرچ ہو چکا ہے اللہ کرے اب گردیز شہر پر مجاہدین کی متفقہ کارروائیاں شروع کرنے کا وقت آپہنچا ہو تاکہ مجاہدین گردیز پر اپنے بڑے حملوں کا آغاز کریں۔

سوال:۔ خوست کی تاریخی فتح میں دوسروں کے علاوہ مجاہدین کیطرف سے عام معافی کی حکمت عملی کا اعلان زیادہ موثر اور کارگر ثابت ہوا۔ کیا گردیز شہر کے عوام کے لئے بھی ایسا کوئی منصوبہ زیر نظر ہے؟

جواب:۔ گردیز کے عوام کی آگاہی کیلئے ہم پمفلٹ کی شکل میں بھی اور ریڈیو کے ذریعہ بھی انہیں عام معافی کا بار بار اعلان کر چکے ہیں اور ساتھ یہ بھی انہیں کہہ چکے ہیں کہ خوست شہر کے باشندوں کے حال سے انہیں عبرت حاصل کرنا چاہئیے۔ ہم انہیں اس شہری موقع سے فائدہ اٹھانے اور اس عزم کا مشورہ دیتا ہے کہ "وہ گردیز شہر پر عین اس وقت جب مجاہدین حملہ کریں وہ بھی شہر کے اندر سے دشمن پر حملہ آور ہوں۔ یا یہ کہ مجاہدین کے حملوں سے پہلے مجاہدین سے رابطہ رکھنے پر شہر کے اندر دشمن کے خلاف کارروائیاں انجام دیں اور یا گردیز شہر پر مجاہدین کے بڑے حملے سے پہلے پہلے اپنے آپکو مجاہدین کے حوالے کر دیں یہ تینوں مشوروں پر عمل درآمد کرنے میں آپکے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت ہوگی۔ اور انشاء اللہ ہم یہ ضمانت کر سکتے ہیں کہ مجاہدین کیطرف سے ان کے جان و مال کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔

محترم حقانی صاحب!

آخر میں اس نازک اور حساس لمحات میں اگر افغانستان کے مجاہدین قوم کے نام کوئی پیغام ہو تو بتا دیجئے!

اب جبکہ گردیز پر مجاہدین کیطرف سے عام کارروائیوں کا آغاز ہونے والا ہے گردیز غزنی، کابل اور دیگر علاقوں میں بسنے والے عوام کو بالعموم اور گردیز کے رہنے والوں کو بالخصوص میرا پیغام یہ ہے کہ وہ خوست شہر کے مکینوں کی طرح آخری وقت تک مجاہدین کا مقابلہ کرنے سے گریز کریں۔ افسوس کی بات ہے کہ خوست کے عوام نے ہمارے اعلان معافی سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔ اعلان معافی کی شرائط پر پورے نہیں اتر سکے اور آخری چوکیوں اور مورچوں پر مجاہدین کے قبضے تک مجاہدین کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈٹے رہے لیکن پھر بھی مجاہدین نے عام معافی کا اعلان پر عملدرآمد کرتے ہوئے انہیں معاف کیا۔ مگر انکے مال و متاع کے سلسلے میں اس عام معافی کے اعلان کے مطابق عمل نہ ہو سکا کیونکہ خوست کے باشندے آخری وقت تک مجاہدین کا مقابلہ کرتے رہے اس طرح انہوں نے خود ایسا نہ ہونے دیا۔ اور اور یوں انکے مال کے تحفظ کا موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔

بہر حال گردیز شہر کے عوام کو میرا یہ پیغام ہے اس سے قبل کہ مجاہدین میں انکے مقابلے کی وجہ سے شہادت واقع ہو جائے یا وہ مجاہدین کے ہاتھوں مارے جائیں اس سے پہلے پہلے وہ اپنے آپ کو مجاہدین کے حوالے کر دیں تاکہ اس طرح مجاہدین بھی کسی متوقع نقصان سے محفوظ ہو جائیں اور مجاہدین کیطرف سے معافی کے مطابق انکے جان و مال کا تحفظ بھی یقینی ہو۔

رپورٹ : شہرت ننگیال
ترجمہ : سید عبداللہ

گردیز میں تین دن کی جنگ کا آنکھوں دیکھا حال

لڑائی بدستور جاری ہے اور مجاہدین کامیابی کی جانب بڑھ رہے ہیں

(نصرت الجہاد رپورٹس)

خوست کی شاندار اور تاریخی فتح کے دو روز بعد بی بی سی کے نمائندے کے ایک سوال کے جواب میں فاتح خوست الحاج مولوی جلال الدین حقانی نے کہا :-

"فتح خوست کے بعد مجاہدین آگے پیش قدمی جاری رکھیں گے۔ سب سے پہلے گردیز پر کارروائی کے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے گا اور بعد میں غزنی و قلات شہر پر حملوں کی منصوبہ بندی تشکیل دی جائیگی"

چنانچہ اسی روز سے مجاہدین نے "ستو کنڈاؤ" کی طرف ایڈوانس شروع کر دیا۔ شہید سلیمان شاہ نامی آرٹلری رجمنٹ نے ستو کنڈاؤ میں "آسمانی" کے مقام پر اپنی بکتر بند گاڑیوں پر مشتمل دستوں کو سمو دیا۔

سلمان فارسی رضؓ نامی جہادی فرنٹ کے مجاہدین نے اپنی فوجی قوتوں کو گردیز کی طرف متحرک کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نامی مرکز کے دستوں نے زرمت اور ابوجندل رضؓ فرنٹ کے دستوں نے مشرقی طرف سے گردیز پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اسی طرح حقانی صاحب کی زیر کمان دیگر جہادی قوتیں بھی گردیز کی جانب منتقل ہونے لگیں۔

ایک منظم، عمومی اور کامیاب حملہ کے لئے وسائل و امکانات کی عدم موجودگی، جہادی قوتوں کی منتقلی اور حساس سٹریٹیجیک مقامات میں مورچہ بندی، نیز انہیں جنگی ساز و سامان اور رسد پہنچانے کے لئے مناسب وقت و فرصت کی ضرورت ایک فطری عمل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ گردیز پر حملہ کرنے میں مجاہدین کے دستوں کی منتقلی، مورچہ بندیوں اور دیگر امور کی انجام دہی میں بڑی حد تک موسم اور مناسب وقت کی فرصت ضائع ہو گئی۔ دوسری طرف مجاہدین کے حملہ آور قوتوں کو باہم مربوط اور اکٹھا کرنے کے سلسلے میں بعض امور کی انجام دہی بھی ضروری امر تھا۔ چنانچہ ان باتوں کو مدنظر رکھ کر صوبہ پکتیا اور پکتیکا کی تمام جہادی قوتیں ۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہادی فرنٹ کے مرکز میں اکٹھے ہوئے اور باہمی صلاح مشوروں کے نتیجے میں گردیز پر عمومی حملے کا فیصلہ کیا گیا

عمومی حملے سے قبل الحاج جلال الدین حقانی نے ستو کنڈاؤ اور زرمت میں مجاہدین کے فوجی احضارات و تیاری کا قریب سے معائنہ کیا اور مجاہدین کے فوجی یونٹوں کو ضروری ہدایات اور طے شدہ منصوبہ پر عمل درآمد کرنے کے احکامات جاری کرنے کے بعد ۳۰ ستمبر ۱۹۹۱ء بوقت سوا پانچ بجے عصر، جہادی فرنٹ ابوجندل رضؓ کے جیالے مجاہدوں نے (سرتی) کی طرف سے دشمن پر حملے کا آغاز کر دیا۔

مجاہدین نے اس حملہ میں بڑی سرعت سے پیش قدمی کی اور انتہائی ہوشیاری سے سیلان کے ایک اہم سٹریٹیجیک علاقہ پر قبضہ کرکے جنوب کی طرف سے قلعۂ زرگری تک پہنچ گئے۔ جبکہ الحاج مولوی جلال الدین حقانی ان نازک اور حساس لمحوں میں مرکزی کمان کے مرکز میں موجود رہے اور مخصوص اشاروں سے جہادی مراکز اور مجاہدین سے رابطہ رکھ کر ان کی راہنمائی کرتے اور لازم ہدایات جاری کرتے رہتے، اگلے روز صبح دس بجے تک مجاہدین نے شیخان اور میلن نامی فوجی چوکیوں کو فتح کرلیا۔

اس اثناء میں فاتح خوست نے آرٹلری فورسز کو دشمن کے خلاف اپنی کارروائیوں میں مزید شدت پیدا کرنے کی ہدایات جاری کردیں۔

دن کے ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر دشمن کے BM ۴۱ کے ۲ گولے مرکزی کمان کے قریب آگرے جس کی وجہ سے فریقین کے درمیان آرٹلری فورسز کی شدید جنگ میں مزید اضافہ ہوا۔

دن کے ایک بجے پر کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے "تیری" نامی فوجی چوکیوں پر مجاہدین کی فتح کی خبر پہنچی لیکن دشمن کی طرف سے مجاہدین کے وائرلیس میں نقصان پیدا کرنے کی وجہ سے اس اہم اطلاع کی تفصیلات اور جزئیات مرکز کو معلوم نہ ہوسکی۔

زرمت میں بھی مجاہدین اپنے معینہ مراکز کے قریب پہنچ چکے تھے۔ مگر اس وقت یہ خبر پہنچی کہ جہادی فرنٹ (ابو جندل رضؓ) کے مجاہدین دشمن کی شدید بمباری کی زد میں ہیں، چنانچہ حقانی صاحب نے مرکزی کمان سنبھالتے ہوئے ایک مرتبہ پھر آرٹلری فورسز کو دشمن پر شدید کارروائی انجام دینے کی ہدایت کی تاکہ "بلدہ" جس میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجی مرکز موجود ہے کو نشانہ بنائے، بوقت ۲ بجے دشمن نے ایک دفعہ پھر مرگلاسٹر یعنی گرینیٹ بموں کی شدید بمباری کی۔ جس کی وجہ سے مجاہدین کے رسد پہنچانے کے راستے کو شدید خطرے کا سامنا ہوا۔

اس نازک مرحلے کے دوران جناب حقانی جن کے ہاتھوں میں مجاہدین کی کارروائیوں کی انتظام کا چارج بھی ہے نے دوربین کے ذریعے دشمن کی کارروائی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ دشمن آرماکورا فورسز انتہائی سرگرم عمل ہے اور چاہتا ہے "ثوزی" نامی پہاڑی چوٹی سے مجاہدین پر حملہ کرے۔ اس کے ساتھ دشمن نے مجاہدین کے رسد پہنچانے کے راستوں پر شدید بمباری کی۔

اس اثناء میں ابو جندل رضؓ، فرنٹ سے

خیر و عافیت کی ایک رپورٹ پہنچی۔ لیکن رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ دشمن حملہ کرنے کی پوزیشن میں ہے اور چاہتا ہے کہ مفتوحہ فوجی چوکیوں پر دوبارہ قبضہ حاصل کرے۔ تاہم مجاہدین جرأت سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے میں مصروف ہیں، سہ پہر تین بجے علاقہ زرمت کی طرف سے دشمن پر مجاہدین کے کامیاب حملوں کی خبر پہنچی۔

گردیز پر حملے کا دوسرا دن

یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء:

منگل کے روز سہ پہر کے وقت مجاہدین نے دشمن کے ارما کورا فورسز پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

ہم کمانڈر محمد اسماعیل کی معیت میں جنگ کی فرنٹ لائن مورچوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ہمارا مقصد علاقہ غلگی میں دشمن کے فوجی چوکیوں کی طرف جانا اور وہاں کا جائزہ لینا تھا کیونکہ وہاں مجاہدین جنگ کے خط اول میں دشمن پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہو رہے تھے۔ غلگی نامی نذی کے علاقے میں حضرت سلمان فارسی نامی مرکز کے پیدل دستوں کے رجمنٹ نمبر سوم اور چہارم کے مراکز واقع ہیں۔

کمانڈر حاجی اسمٰعیل کا مرکز جو فرنٹ لائن مورچوں کے قریب واقع ہے میں الحاج حقانی صاحب کے مراکز کے مجاہدین پر اسلحہ اور دیگر جنگی ساز و سامان تقسیم کیا گیا اور مجاہدین کے دو ٹینکوں نے دشمن پر حملہ کرنے کے لئے پیش قدمی شروع کر دی۔

سلمان فارسی فرنٹ کے مجاہدین نے بھی بڑے منظم طریقے سے دشمن پر حملہ کرنے کا انتظام کر لیا تھا۔ چنانچہ دشمن کی طرف سے بھی نقل و حرکت کا آغاز دیکھا گیا ۴ بجکر ۴۵ منٹ پر مجاہدین نے کٹھ پتلی انتظامیہ کے مورچوں پر حملے شروع کئے اور فریقین کے درمیان توپوں اور بھاری ہتھیاروں کی شدید گولہ باری کا مقابلہ شروع ہو گیا۔

دشمن مختلف النوع بھاری ہتھیار، اور اگان BM ۲۱، اوبوس توپ اور ٹینکوں کی فائرنگ و گولہ باری سے مجاہدین کی پیش قدمی روک رہا تھا۔ اسی طرح مجاہدین اور دشمن کے ارما کورا فورسز کے درمیان شدید مقابلہ ہوا۔ ایک گھنٹے کی شدید لڑائی کے نتیجے میں مجاہدین نے دشمن کے تین فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا اور ان سے چھینا ہوا بھاری اسلحہ و ٹینک انہی کے خلاف استعمال کرنے لگے۔ اس رات دشمن کا "زغنی" نامی فوجی مرکز بھی فتح کیا گیا۔ تاہم اس شدید جھڑپ میں ۴ مجاہد شہید اور ۱۸ زخمی ہو گئے۔ مجاہدین نے مذکورہ فوجی چوکیوں کو فتح کرنے کے علاوہ دو ٹینک، ایک شلکا اور مارٹر گنیں، ڈزیکویک اور دیگر متعدد و مختلف النوع اسلحہ کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

جنگ کا تیسرا دن

۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء:

اس دن مجاہدین راہ حق نے صبح

> اسلحہ کی عدم فراہمی کے اعلانات اُن لوگوں پر منفی اثرات مرتب کر سکتے ہیں جو نجیب کی طرح خارجی ممالک کی امداد، تعاون اور پشتیبانی سے حصول اقتدار کے لئے لڑتے ہیں۔ جبکہ مجاہدین محض دین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کر رہے ہیں۔
>
> "الحاج مولوی حقانی"

۸ بجے بٹاعت نامی چوکی کو فتح کر لیا۔ اس چوکی میں دشمن کا ایک ٹینک ناکارہ بنا دیا گیا۔ دوپہر کے قریب مجاہدین "خوزی" چوٹی پر واقع دشمن کے دو فوجی چوکیوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اور دشمن کا وہ ٹینک بھی مجاہدین کی فائر سے ناکارہ بنا دیا گیا۔ جس کے ذریعے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے ۸ فوجی افسروں کی لاشیں کابل منتقل کی جارہی تھیں۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار بھی لازمی ہے کہ اس وقت خوست کے پل تک دشمن کا تسلط ختم ہو چکا تھا

دس بجکر ۴۵ منٹ پر فائر ہونے والا دشمن کا ایک سکڈ میزائل مجاہدین کے زیر کنٹرول ستوکنڈاؤ کے ایک علاقہ میں گرا، ۲ بجے دو اور سکڈ میزائل گرے، اس کے علاوہ سارا دن مجاہدین کے رسد پہنچانے والے راستوں پر دشمن کی بمباری جاری رہی

ڈھائی بجے دشمن کے ٹینک گردیز سے "بنوزائی" اور قلعہ حلیم کی طرف حرکت میں دیکھے گئے، چنانچہ حقانی صاحب نے اس پر شدید فائر کرنے کا حکم دیا۔ جس سے وہ پسپائی پر مجبور ہو گئے۔

سہ پہر تین بجے ایک اور سکڈ میزائل ستوکنڈاؤ میں گرا۔ سہ پہر تین بجے علاقہ (بنوزائی) میں موجود دشمن کے مراکز پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ ۴ بجے عصر کمانڈر حاجی خلیل نے دشمن کے مراکز پر اپنے آرماکورا فورسز کے حملے کی خبر دی۔

پانچ بجے عصر گردیز میں دشمن کے گولہ بارود کے ڈپو میں مجاہدین کے توپ اور راکٹوں کے فائر سے آگ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے شدید دھماکے ہوئے جو مسلسل تین گھنٹوں تک جاری رہے اور آگ کے شعلے چھ گھنٹوں تک اٹھتے رہے جس سے دشمن کو بھاری نقصان ہوا۔

گردیز کی لڑائی کے دوران مجاہدین کے حوصلے بہت بلند تھے جبکہ دشمن کے فوجیوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے، اکثر و بیشتر فوجی چوکیاں صرف ایک گھنٹہ کی جنگ کے دوران مجاہدین فتح کر سکتے تھے البتہ صرف فضائی بمباری اور سکڈ میزائلوں کی فائرنگ اس امر میں واحد رکاوٹ بنا رہا۔ بلندی سے دشمن کی بمباری بھی زیادہ موثر نہیں رہتی اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے بھی سکڈ میزائل اپنے نشانہ پر درست نہیں لگتے اور اب جب کہ یہ رپورٹ ترتیب دیا جا رہا ہے جنگ پوری شدت سے جاری ہے اور مجاہدین کامیابی و کامرانی کی طرف بڑھ رہے ہیں

مجاہدین ایک توپ کے ساتھ کاروائی کے دوران۔

گردیز عنقریب فتح ہوگا

تحریر: سلطانہ صدیقی

۳۰ ستمبر کو کابل ریڈیو نے اپنی نشریات میں دعویٰ کیا ہے کہ اس کے دستوں نے گردیز کے جنوبی محاذ کی جانب سے کیا جانے والا مجاہدین کا بڑا حملہ پسپا کر دیا ہے۔ اس روز گردیز پر حملہ آور مجاہدین کی جانب سے پشاور بھیجی جانے والی اطلاعات میں کہا گیا تھا کہ مجاہدین نے گردیز پر گذشتہ تیرہ دنوں سے توپخانے کا جو حملہ شروع کیا تھا اس کے نتیجے میں کابل حکومت کے حوصلے بڑی حد تک پست ہو چکے ہیں اور انہیں کافی مالی و جانی نقصانات پہنچے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ روز ۲۹ ستمبر مجاہدین نے مشرقی جانب سے ایڈوانس شروع کر دیا اور ۴۸ گھنٹوں کے دوران چودہ اہم فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ مجاہدین نے چار قابل استعمال ٹینکوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صوبہ پکتیا سے تعلق رکھنے والے مجاہدین نے متحدہ طور پر گردیز میں سرکاری دستوں کے خلاف متحدہ طور پر حملہ شروع کر دیا ہے۔ اس حملے کے لئے مجاہدین نے خوست کی فتح کے فوراً بعد تیاریاں شروع کی تھیں جن میں خوست میں پکڑا جانے والا اسلحہ گردیز کے اطراف میں منتقل کرنا اور علاقے میں مضبوط مورچہ بندیاں کرنا شامل تھا۔ تاہم کابل حکومت نے بھی مجاہدین کے حملے کی تیاریوں کو دیکھتے ہوئے اپنی ساری توجہ گردیز کو مضبوط کرنے پر مرکوز کر لی تھی۔ جبکہ مجاہدین دیگر علاقوں کے مجاہدین کے ساتھ رابطوں میں مصروف رہے تاکہ پورے افغانستان میں ایک ساتھ مربوط اور منظم حملے شروع کئے جائیں، دوسری جانب افغان مسئلے کے سیاسی حل کے سلسلے میں عالمی سطح پر دوڑ دھوپ میں اضافہ چند مختلف وجوہات تھیں جن کے باعث خوست کے فوراً بعد گردیز پر حملہ نہ ہو سکا اور یوں اس میں تاخیر ہو گئیں، بہر حالی تمام تر حالات و واقعات کے دوران پکتیا سے تعلق رکھنے والے کمانڈروں کے اجلاس ہوتے رہے جن میں گردیز پر بھی خوست کی طرح متحدہ مربوط اور منظم حملے کی تفصیلات طے ہوتی رہی اور ان کے مطابق تیاریاں کی جاتی رہیں، گذشتہ ماہ فاتح خوست الحاج جلال الدین حقانی کی صدارت میں منعقدہ مقامی کمانڈروں کے اجلاس میں گردیز پر حملے کو آخری شکل دی گئی اور پھر جناب حقانی خود بھی جنگ کی قیادت و راہنمائی کے لیے گردیز پہنچے پندرہ دنوں تک مقدماتی گولہ باری کی گئی اور چھوٹے چھوٹے جھڑپوں میں دشمن کی کمر توڑنے کی کوشش کی گئی۔ اب بڑا حملہ شروع کر دیا گیا ہے اور توقع ہے کہ اس منظم، مربوط، متحدہ و مشترکہ حملے کے نتیجے میں گردیز بھی عنقریب فتح ہوگا اور اس سلسلے میں کابل حکومت کے تمام تر دعوے اور پروپیگنڈے حسب سابق غلط ثابت ہونگے۔

کابل حکومت ان غلط پروپیگنڈوں کے ذریعے دراصل حقائق چھپانا چاہتی ہے گردیز میں کابل حکومت کے کمانڈر بریگیڈیر جنرل احسان رفیق نے صوبہ پکتیا کے مجاہد کمانڈر الحاج مولانا جلال الدین حقانی کو جنگ بندی کے لئے بات چیت کرنے کا پیغام ارسال کیا تھا جس کے جواب میں جناب حقانی نے ان پر واضح کیا کہ مجاہدین کی مجلس شوریٰ کے فیصلوں کے مطابق کابل دستوں کے ہتھیار ڈالنے اور انہیں عام معافی کے سوال پر بات چیت ہو سکتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل صورت حال کیا ہے اور کابل حکومت کے دعوؤں اور پروپیگنڈوں میں کتنی سچائی ہے؟

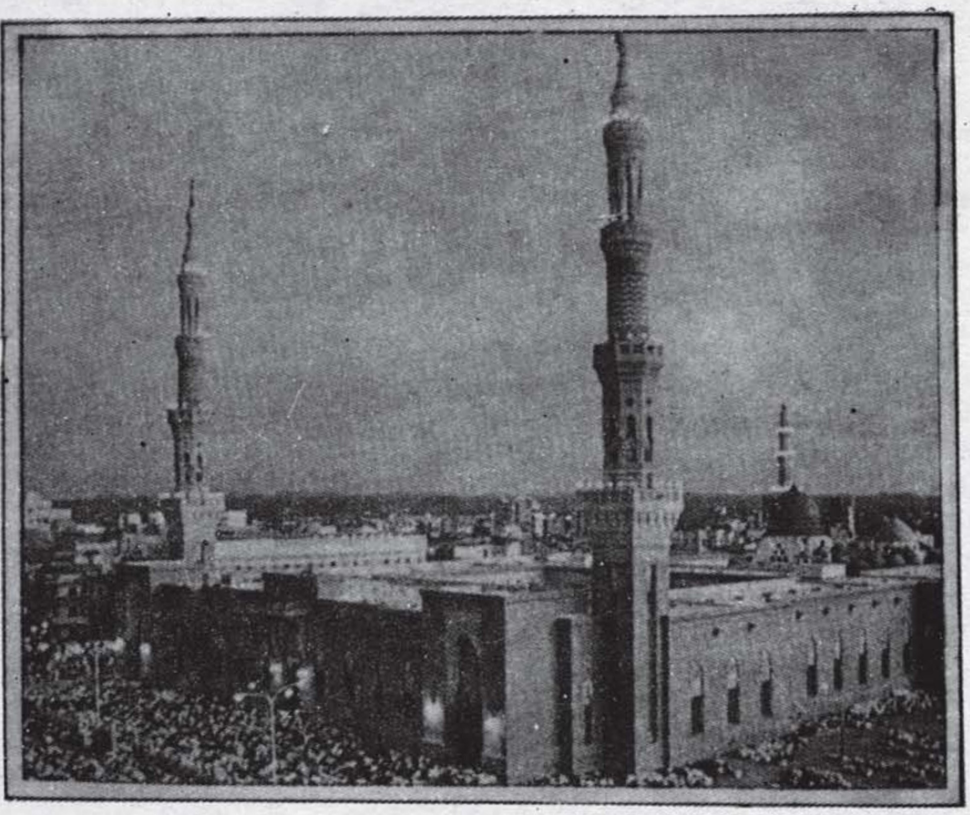

سجاد نسیم

یومِ ولادت باسعادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

وہ دانائے سُبل، ختم رُسل، مولائے کُل کہ جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادئ سینا
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ اور نویدِ مسیحاؑ

ہم بڑے خوش نصیب اور خوش قسمت امت ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسے مہربان، شفیق اور غمخوار ہمارے پیغمبر اور رہبر ہیں، بروزِ قیامت ہر پیغمبر نفسی نفسی پکارتے ہوئے اپنی جان کی خاطر سوچ و فکر میں ڈوبے ہوں گے مگر شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی جان سے بے پرواہ ہو کر اور امتی امتی کہہ کر اپنی امت کے گناہوں کی بخشش کی خاطر اللہ جل شانہٗ کے ہاں دست بہ دعا ہوں گے۔ دنیا میں بھی اپنی امت پر مہربان اور شفیق اور بروزِ جزا بھی اپنی امت کے غمخوار پیغمبر اسلام نہ صرف اپنی امت کے غمخوار تھے بلکہ آپ صلعم سارے عالم کے لئے رحمت اور رونق کائنات بھیجے گئے ہیں۔

اگر ہم تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف حالات، واقعات اور شخصیات کا سراغ ملتا ہے، جنہوں نے نقشۂ دنیا کو یکسر تبدیل کر ڈالا اور ساتھ ساتھ آنے والی نسلوں کے فکر و عمل کو بھی بدل کر رکھ دیا، چنانچہ ماہران اور راہنمایان قوم کے ان قافلوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کا نام مبارک بلند ترین حیثیت کا مالک ہے۔

مثال کے طور پر پیغمبر اسلام صلی اللہ

علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے دنیا ظلم، جہالت اور استحصال کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ انسانیت کفر کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی، ساری دنیا پر ظلم و عدوان کی تیرہ و تار گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، حیاء اور شرافت کا نام تک گم ہو گیا تھا محبت و پیار کے آثار تک کہیں نظر نہ آرہے تھے۔ نفرت و نخوت، غرور و تکبر، عیاری و مکاری، دغا و فریب پوری کائنات پر غالب آچکا تھا، چمنستانِ دہر میں عصیان و سرگشتگی کے بادِ مسموم کی بربادیاں پھیلی ہوئی تھیں، کائناتِ انسانیت پر گھٹا ٹوپ آندھیاں چھائی ہوئی تھیں، روئے زمین پر انسان نہیں انسان نما درندے آباد تھے، جور و ستم ظلم و زیادتی کے شعلے بھڑک رہے تھے، انسان بھیڑیوں کی طرح لڑتے اور حیوانوں کی طرح جیتے تھے۔ بحر و بر اور سفید و سیاہ پر فتنہ باریوں کا تسلط تھا، ہر طرف قیامت خیزیاں تصورِ توحید کو مٹانے کے لئے مصروفِ عمل تھیں، اللہ کا نام لینے والے تو تھے اس کے احکام ماننے اس کی پرستش کرنے والے نہ تھے جو گردنیں آستانۂ ایزدی پر خم ہونی چاہیئے تھیں وہ خود تراشیدہ خداؤں کے سامنے جھکی ہوئی تھیں۔ اندوہ حرمان کی صداؤں، غم و نامرادی کی فریادوں، ایذاء مظلومی کی چیخوں سے گنبدِ افلاک گونج رہا تھا، یتیماؤں کی آہیں، بیواؤں کا شیون عرشِ الٰہی کو جنبش میں لا رہا تھا کائنات پر ایک غفلت کی گہری نیند طاری تھی، چین و ہند، ایران و شام، عراق و عرب، مصر و یورپ کہیں بھی کسی جگہ بھی کسی طرف بھی روشنی کا نام نہ تھا۔ آفتاب توحید کی جلالت حجاباتِ ظلمت میں روپوش تھی۔

ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری، مار دھاڑ، ظلم و جبر کا دور دورہ تھا۔ اس نازک دور میں آزادی کا سانس لینا انسان کے اپنے بس کی بات نہ تھی۔ انسان ہی انسان کے حقوق کا غاصب اور جانی دشمن تھا اپنی طاقت ہمت اور ظلم کے بل بوتے پر حکمرانی کرنا ایک عام معمول بن چکا تھا۔ درندہ صفت وحشی انسان بے کس انسانوں کی جانوں سے کھیلنا ایک مشغلہ سمجھتے تھے۔ مجبور دکھی انسانیت کی عزت و ناموس کا کسی کو خیال نہ تھا۔ تمام عالم انسانیت مایوسی و اضطراب کے دور سے گزر رہی تھی۔

خلاق دو جہاں کو انسانیت کی زبوں حالی پر رحم آیا اور اس وجہ سے تخلیق کائنات رحمت کونین شاہ مشرقین و المغربین جد الحسن و الحسین محمد مصطفیٰ کو مبعوث فرمایا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے۔ "اے محمد! تجھے پیدا نہ کرتا تو کائنات کی تخلیق ہی نہ کرتا"۔

۱. رحمتِ الٰہی کے بحرِ بیکراں میں بندہ نوازیوں کی موجیں بلند ہوئی شروع ہوئیں اور اپنے بھٹکے ہوئے بندوں پر اللہ کا ترس آیا اور انسان و انسانیت کی رہنمائی کے لئے محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے رحیم مطلق کو رحم آیا۔ کریم مائل بہ کرم ہوا انسانیت کی بے چین و بے قرار روح پکار اٹھا: ـــ

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

آقائے حقیقی کا اشارہ پاکر شمعیں جگمگا اٹھیں، مہ و خورشید کی شعاعیں منور ہو گئیں، ارشاد و ہدایت کا چشمہ ابلا توحید کا غلغلہ بلند ہوا، چمنستان سعادت میں بہاریں کھلنے لگیں اور پرتو قدس سے اخلاق انسانی کا آئینہ چمک اٹھا یعنی وہ تاریخ سعید آگئی، خوش بخت لمحہ آپہنچا جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے مدت ہائے دراز تک لیل و نہار کی کروٹیں بدلیں تھیں، وہ صبح جانواز طلوع ہوئی جس کے شوق میں نظارۂ ستارگان فلک ازل سے چشم براہ تھے، ابرِ جود و کرم چراغ حرم شہنشاہ کونین یتیم عبداللہ پہلوئے آمنہ سے کائناتِ گیتی پہ جلوہ گر ہوئے ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی نور نبوت پردۂ ضیاء بن کر تمام عالم امکان پر چھا گیا، دوشنبہ کا دن تھا اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی کہ بی بی آمنہ کے یہاں ولادت با سعادت ہوئی نومولود بچہ بہت ہی خوب صورت تھا چاند بھی اس کے سامنے پھیکا تھا۔

اسی رات کو کفر کی بستیوں میں آندھیاں چلنے لگیں، شیاطین عالم

کے تخت اوندھے گر پڑے، شرفتن
کے دفتر الٹ گئے۔ بت کدوں میں
کہرام مچ گیا، آتش کدۂ فارس بجھ گیا
آذر کدۂ گمراہی سرد ہو کر رہ گیا،
صولت روم، شوکت عجم، شکوہ چین
سطوت ہند کے ایوان ہائے فلک بوس
منہدم ہو گئے۔ ایوانِ کسریٰ کے چودہ
کنگورے گر پڑے۔ اس ساعت فال اور
اس دور ہمایوں کی صبح جانواز کی بہار
آفرینوں کا حقیقی اندازہ کچھ تو اس
وقت کی کائنات اہل شعور کر سکے ہونگے
یا کچھ اہل عرفان کے قلوب کر سکے ہیں
اس مژدۂ ولادت باسعادت کو
سنتے ہی ساری کائنات کھلکھلا اٹھی
اور ایک نئے اور خوشگوار دور کا آغاز ہو
گیا۔ ارض الٰہی کی روحانی دنیاوی خلافت
کا ورثہ بنی اسرائیل سے لے کر بنی اسماعیل
کو دے دیا گیا۔
خلاق عالم نے حضرت داؤد علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا
کہ ہم دنیا کی خلافت اپنے صالح بندے
کو عطا کریں گے۔ صالحیت کی اہلیت دو
ہزار سال تک بنی اسرائیل کی وراثت
دنیوی بنی رہی۔ لیکن جب بنی اسرائیل سے
صالحیت واہلیت کا رنگ اڑ گیا اور
بنی اسماعیل کے عمل بہتر نکلے تو خالق کائنات
نے ان کے سروں پہ تاج خلافت رکھ دیا
اور پوری دنیا پر انہیں فضیلت بخش دی
خواب ابراہیم کی تعبیر بشکل محبوب رحیم و
کریم جسم حضرت عبدالمطلب وعبداللہ
سے آغوش بی بی آمنہ میں جلوہ گر ہوئی
اور پھر یہ نور رحمت ساری دنیا پر چھا گئی۔
دنیا بھر کے اہل اسلام ہر سال نبی آخرالزماں
سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
یوم ولادت باسعادت منا رہے ہیں جن کی
حیات با برکات عالم انسانیت اور انسانی
زندگی کے تمام شعبوں کے لئے مکمل رہنمائی کا
سرچشمہ ہے۔ اسی لئے سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ایک انسان
کی سیرت نہیں بلکہ عالمگیر اسوہ ہے۔ جو
تاقیامت ہر زمانے کے لئے ایک مکمل ضابطہ
حیات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسوۂ مبارکہ کے کتنے ہی روح پرور پیغام
بنی نوع انسان کو پہنچائے ہیں، صفائی
اور پاکیزگی کا پیغام، توحید، امن اور علم
کا پیغام، اخوت ومساوات، انسانی
حقوق، عدل و احسان اور معاشرتی
انصاف کا پیغام، یتیموں، بیواؤں اور
محتاجوں کی دستگیری کا پیغام، پارسائی
تقویٰ، نیکی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار و اوصاف
کا پیغام، الغرض کتنے ہی پیغام ہیں۔ جو
انسانی کردار کی تعمیر و تزئین کے لئے
مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قلیل مدت میں جس طرح دنیا کی کایا پلٹ
دی وہ تاریخ کا بے مثال انقلاب اور
عدیم النظیر عجوبہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی کسی ایک صفت یا ایک حیثیت کو
پوری طرح بیان کرنا دنیا انسان کے بس
کی بات نہیں، جس کی ذات اقدس کو قرآن
پاک بنی نوع انسان کے لئے دائمی ہدایت
کا مینارۂ نور قرار دیتا ہو، جس کو پاکیزہ
اخلاق کی اعلیٰ وارفع خوبیوں کی تکمیل
اور انسانیت کے لئے بہترین نمونہ ٹھہراتا
ہو، جس کی تقلید واتباع کو اللہ تعالیٰ کا
محبوب بندہ بن جانے کے لئے بنیادی
اور لازمی شرط قرار دیتا ہو۔ اس عظیم ہستی
کے اسوۂ حسنہ کا بیان کرنا ہم جیسے حقیر
انسانوں کے بس کی بات نہیں۔
تاریخ شاہد ہے کہ نبی کریمؐ کے نام لیواؤں
نے حیرت انگیز فتوحات اس حالت میں
حاصل کیں۔ جب وہ بالکل بے سروسامان
تھے اور ان کے مقابلے میں روم اور فارس
جیسی عظیم سلطنتیں تھیں، جن کے حکمران دنیا
بھر کی دولت کے مالک تھے۔ ہر قسم کے سازو
سامان سے بہرہ ور تھے اور اس زمانے
کے جدید ترین اسلحہ سے لیس اور فنون جنگ
کے ماہر تھے مسلمانوں کے ایک حملے سے ان دو

عظیم سلطنتوں کا بوسیدہ دیوار کی طرح زمین بوس ہو جانا تاریخ کا وہ عجوبہ ہے جو ہر مؤرخ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے مسلمانوں کی ان کامرانیوں کی آخر کیا وہ تھی ؟ یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی تقلید و پیروی کا کمال تھا ۔ ان کی تنظیم، اتحاد و یکجہتی اور یقین محکم کا ثمرہ تھا اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا نتیجہ تھا، مسلمانوں نے جب اس رسی کو چھوڑ دیا روح انقلاب سے بیگانہ ہو گئے ۔ ان کی تنظیم اور اتحاد و یکجہتی مفقود ہو گئی تو ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور ادبار و تنزل ان کا مقدر بن گیا، مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو فراموش کر دیا اس کی سزا اجتماعی ذلت و رسوائی اور غلامی کی صورت میں ملی اور دکھ کی بات تو یہ ہے کہ اتنی ٹھوکریں کھانے کے باوجود مسلمان ابھی تک نہیں سنبھلے ۔

بنا بریں ہم سب کی کامیابی کا راز اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور خلافتِ اسلامیہ کو دوبارہ اللہ ؐ کی زمین پر حاکم اور رائج کرنا اس میں مضمر ہے کہ ہم ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے اسے حقیقی معنوں میں اور عملی طور پر مشعلِ راہ بنا کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں . ہر سال اس مبارک دن کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا محض زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر چاہیئے . اور عملی طور پر اس وقت منایا جا سکتا ہے جب مسلمانانِ عالم کفری طاقتوں، جو آج کل پہلے سے کہیں زیادہ اسلام اور مسلمانانِ گیتی کی بیخ کنی اور قلع قمع کرنے میں مصروف ہیں کے خلاف مشترکہ، متحدانہ طور پر عملی اور مسلح جہاد اپنائے، کیونکہ جہاد ہی میں امتِ مسلمہ کی بقاء، کامیابی اور آبرومندانہ زندگی کا راز مضمر ہے ۔

ارشادات حضرت عثمان غنی رضؓ

- اے انسان اللہ تعالی نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے .
- دنیا کی حیثیت جس نے جس قدر سمجھ لی اسی قدر وہ اس سے بے رغبت ہو گیا .
- ظالموں اور ان کے متعلقین سے معاملہ مت کرو ۔
- دولت مندوں کے ساتھ دوستی عالموں اور زاہدوں کی ریاکاری کی دلیل ہے ۔
- امراء کی تعریف کرنے سے بچو ۔ کیونکہ ظالم کی تعریف سے غضب الٰہی نازل ہوتا ہے ۔
- مسلمان کی ذلت اپنے مذہب سے غافل ہونے کی وجہ سے ہے بے زر اور مفلس ہونے کی وجہ سے نہیں ۔
- جس شخص کو سال بھر تک کوئی رنج اور تکلیف نہ پہنچے پس وہ یقین کرے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہے ۔
- غریب کا ایک درہم صدقہ کرنا مالدار کے ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے ۔
- مالدار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں ۔
- اگر تو گناہ کرنے پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا تعالیٰ نہ ہو ۔

جہادِ افغانستان

پاکستان کی سالمیت کیلئے خطرہ نہیں

بلکہ پاکستان اور پاکستانی عوام کی سلامتی اور استحکام کے لئے ہے

"مفکر"

جناب فرید "مفکر" کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ صوبہ سرحد اسمبلی کے ایک سرگرم عمل رکن کے علاوہ ایک سماجی کارکن اور جانی پہچانی شخصیت کے مالک بھی ہیں، ذاتی طور پر وہ ایک ممتاز مسلم لیگی کارکن کی حیثیت سے قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ گذشتہ عام انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کا انتخاب لڑ کر رکن منتخب ہوئے۔

۲۳ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز سوموار افغانستان کے جنوبی محاذ کے فیلڈ کمانڈر الحاج جلال الدین حقانی سے متعلق کلچرل کمیٹی کے نائب ڈائریکٹر جناب محمد زبیر شفیقی، نے ان سے ملاقات کی جہاد افغانستان کی موجودہ صورتحال اور دنیا میں تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں افغان مجاہدین اور جہاد افغانستان کے مستقبل کے بارے میں انہوں نے ان سے گفتگو کی۔ اس گفتگو کا خلاصہ ہم نصرت الجہاد کے قارئین کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

جناب مفکر صاحب نے اس سوال کے جواب میں کہ: "جہاد افغانستان نے دنیا کے حالات اور خاص طور پر پاکستان پر کیا اثرات چھوڑے ہیں اور اس جہاد کے نتائج کا مستقبل میں پاکستان اور دیگر دنیا پر کس طرح اثرات مرتب ہوں گے کہا کہ:

جہاں جہاد افغانستان کا آغاز ہوا ہے تو نہ صرف پاکستان بلکہ ساری دنیا پر اس کے اثرات پڑے ہیں خاص طور پر کشمیر کا جو مسئلہ موجود تھا اس میں بڑی تیزی رونما ہوئی ہے اور جہاد افغانستان کی برکت سے جہاد کشمیر میں بھی انتہائی حرارت و گرمی آ گئی ہے اسی طرح جہاد فلسطین پر بھی بڑا اثر ہوا ہے

دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان ہیں انہوں نے افغان مجاہدین کی جدو جہد کو دیکھ کر اپنی تحریک آزادی اور جدو جہد کو شدت بخش دی ہے، کیونکہ جب انہوں نے دیکھ لیا کہ مجاہدین نے روس جیسی سُپر پاور طاقت کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو سبھی مسلمانوں میں جذبۂ حریت اور جذبۂ آزادی نے جنم لیا اور ان کے خون میں جوش آیا۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان کے اسلامی جہاد نے ساری دنیا پر بڑے اثرات مرتب کئے ہوئے ہیں۔

جناب مفکر صاحب سے دوسرا سوال یہ کیا گیا تھا کہ :

پاکستان تین۳ لاکھ افغان مہاجرین کا میزبان ملک ہے آپ کی رائے میں مذکورہ جہاد اور ہجرت نے متقابل طور پر پاکستان اور افغانوں کی ثقافت، عادات اور کلچر پر کیا اثرات مرتب کئے ہوئے ہیں،

جناب مفکر صاحب نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا : یہاں جتنے بھی افغان آئے ہوئے ہیں خاص کر جو ہمارے صوبے (صوبہ سرحد) میں مقیم ہیں چونکہ اس صوبے کے باشندے سب پشتون ہیں اور اکثر لوگ بہت پہلے افغانستان سے آکر آباد ہوئے ہیں۔ ہم سب کا دین و مذہب ایک ہے، سب پشتون ہیں، غیرتی اور ایماندار ہیں، تو

فرید مفکرؔ

اس بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے اور افغانوں کے عادات، رسوم، ثقافت اور دیگر سب چیزیں ایک جیسے ہیں، وہ سب پاکستانی جو اپنے آپ کو انصار سمجھتے ہیں مہاجرین کو انتہائی قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہاں ابتداء سے مہاجرین اور انصار کے درمیان تعلقات بڑے خوشگوار رہے ہیں اور ان کے درمیان مضبوط دوستی قائم ہے۔ خدا کرے کہ افغانستان کی مکمل آزادی کے بعد بھی آپس میں یہ محبت اور دوستی برقرار رہے۔

مسئلہ افغانستان کے حل کے سلسلے میں عالمی سطح پر دو رائے قائم کئے گئے ہیں ایک رائے سیاسی حل کی اور دوسری رائے فوجی جد و جہد کی۔ جناب "مفکر" سے جب پوچھا گیا کہ ان دونوں میں سے آپ کی رائے کے مطابق جہاد افغانستان اور افغان قوم کے لئے کونسا راستہ بہتر اور مفید ثابت ہو سکتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ مسئلہ سیاسی حل کے ذریعہ حل ہو کر انجام پائے تو انتہائی بہتر ہو گا

کی رائے کیا ہے۔

جناب مفکرؔ صاحب نے کہا کہ ان دھماکوں اور تخریبی کارروائیوں میں کابل حکومت کے جاسوس اور ایجنٹ ملوث ہیں۔ جبکہ بھارتی خفیہ ایجنسی "را" سے تعلق رکھنے والے بعض تخریب کار اور دشمنوں کی دیگر تخریبی کارروائیوں سے اب ہمارے اچھے تعلقات پر منفی اثرات نہیں پڑ سکتے اور یہ تعلقات اب ختم ہونے والے نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کابل مزدور انتظامیہ کی طرف سے یہاں بھیجے جاتے ہیں مگر ان کے ساتھ پیسہ اور دیگر لالچ کی خاطر

افغان مہاجرین و مجاہدین ہمارے بھائی ہیں
جب بھی اُن کے لئے ہماری جانی و مالی قربانیوں کو
ضرورت پڑے گی ہم ان کے ساتھ ہوں گے
"فرید مفکر"

ملک دشمن عناصر کا بھی ان میں ہاتھ ہے یہ ایجنٹ پاکستانیوں میں بھی ہیں اور افغانیوں میں بھی۔ مگر افغانیوں کو مہاجرین یا مجاہدین میں سے قرار نہیں دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ تو ایسے مقاصد کے لئے آئے ہوئے افراد ہیں۔ صوبہ سندھ میں تخریب کاری کا جو سلسلہ جاری ہے اس میں زیادہ تر بھارت کا ہاتھ ہے۔ جس کا مقصد حالات کی خرابی ہے یا صوبہ سرحد میں جو دھماکے کئے جاتے ہیں تو یہ محض اس لئے کہ یہاں جو مہاجرین آئے ہوئے ہیں ان کے اور انصار کے درمیان تعلقات خراب ہو جائیں۔ مگر ان کا یہ خیال اور سوچ قطعاً غلط ہے کیونکہ دھماکوں پاکستانی بھی ملوث ہیں۔

ہمارے مسلمان عوام اس قسم کے دھماکوں اور تخریبی کارروائیوں میں تمام مجاہدین و مہاجرین کو ہرگز ملوث نہیں سمجھتے، انہیں معلوم ہے کہ یہاں (پاکستان میں) ایسی پارٹیاں اور افراد ہیں جو یہ کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور دے رہے ہیں۔

افغان مجاہدین اور مہاجرین کے نام اپنے پیغام میں جناب فرید مفکر نے کہا اپنے افغان بھائیوں بالخصوص مجاہدین کے نام میرا پیغام یہ ہے کہ ہم اب جس مرحلے سے گزر رہے ہیں وہ فتح اور کامیابی کا آخری مرحلہ ہے، جس طرح خوست فتح ہو گیا انشاءاللہ اسی طرح عنقریب گردیز بھی فتح ہو جائے گا اس لحاظ سے اسی نازک اور حساس وقت میں ہمارے بزرگ رہنماؤں کو چاہئے کہ اپنے اندرونی اختلافات کو یکسر پس پشت ڈال دیں۔ اگر ہم اختلافات کو بھول کر متحد ہو جائیں تو ہماری آخری کامیابی یقینی ہے، ہمارا پختہ یقین ہے کہ انشاءاللہ افغانستان بہت جلد مکمل طور پر آزاد ہو جائے گا۔

آخر میں جناب مفکر صاحب نے افغان مجاہدین و مہاجرین سے امداد اور قریبی تعاون کے بارے میں پاکستانی قوم کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ:

ہم اپنے پاکستانی عوام سے ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ افغان مہاجرین ہمارے بھائی ہیں۔ ہم پہلے بھی اُن کے لئے قربانی دے چکے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔ میں اپنے افغان مجاہد و مہاجر بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی اُن کے لئے ہماری جانی و مالی قربانیوں کی ضرورت پڑے گی۔ تو ان کے پاکستانی بھائی ان کے پہلو میں کھڑے ہوں گے اور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے حاضر ہوں گے۔

لیکن جس مقصد کی خاطر لاکھوں کی تعداد میں افغان عوام نے شہادت پائی ہے، لاکھوں کی تعداد میں ماؤں، بہنوں کے سہاگ اجڑے ہیں، عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں اور بچے باپ کے سایہ سے محروم ہو کر یتیم ہو چکے ہیں ان مقاصد کا حصول ہونا چاہیئے۔ جس مقصد کے حصول کے لئے مذکورہ بالا قربانیاں پیش کی گیئں ہیں، مجاہدین نے جہاد اور مہاجرین نے ہجرت کا کٹھن راستہ اختیار کیا ہے، وہ افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نفاذ ہے، اگر یہ مقاصد سیاسی حل سے حاصل ہو سکتا ہے، تو جنگ سے یہ راستہ زیادہ بہتر ہے، لیکن اگر سیاسی حل کچھ ایسا ہو جس سے مذکورہ اہداف و مقاصد کا حصول عملاً ممکن نہ ہو تو اُس صورت میں جاری مسلح جہاد کو ترجیح دی جا سکتی ہے اور جہاد ہی کے ذریعے ملک آزاد ہو جائیگا اور وہاں ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آجائے گا۔

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جہاد افغانستان کسی حالت میں اور کبھی بھی پاکستان کی سالمیت کے لئے خطرہ نہیں بلکہ یہ تو درحقیقت سالمیت پاکستان کی جنگ ہے۔ تاہم پاکستان چاہتا ہے کہ مسئلہ افغانستان جلد از جلد حل ہو جائے۔

جو لوگ یہ پروپیگنڈہ پھیلا رہے ہیں کہ گویا جہاد افغانستان، پاکستان کی سالمیت کے لئے خطرہ ہے وہ نہ تو پاکستان کے ہی خواہ ہیں اور نہ ہی افغانستان کے۔ بلکہ وہ دراصل محض فضاء مکدر کرنے اور حالات خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ گویا افغانستان کا جہاد پاکستان کی سالمیت کے لئے خطرہ ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ جہاد نہ تو پاکستان کے لئے خطرہ ہے اور نہ ہی پاکستانی مسلمان عوام کے لئے کسی ضرر کا حامل ہے بلکہ یہ پاکستان اور پاکستانی عوام کی سلامتی اور استحکام کے لئے ہے۔

مسئلہ افغانستان کے بارے میں روس اور امریکہ کے مشترکہ گٹھ جوڑ کے سلسلے میں جب جناب مفکر صاحب سے سوال کیا گیا کہ:

پچھلے ہفتے روس اور امریکہ دونوں نے کابل مزدور حکومت اور افغان مجاہدین دونوں فریقوں کو اسلحہ کی سپلائی بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں اور اس فیصلے سے کس فریق کو نقصان پہنچے گا؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک غلط فیصلہ ہے، کیونکہ مجاہدین کو امداد کی فراہمی تو بند ہو جائے گی مگر نجیب کی مزدور رژیم کو امداد کی عدم فراہمی کی ضمانت کون دے سکتا ہے کہ واقعتاً کابل انتظامیہ کو امداد نہیں دی جائے گی۔ بلکہ خفیہ طور پہ نجیب کو اب سے کہیں زیادہ مقدار میں اسلحے کی ترسیل شروع ہو جائے گی۔ جس کی بناء پر عین ممکن ہے۔ کہ افغانستان کی جنگ کے ثمرات اور کامیابیاں مجاہدین کے ہاتھوں سے نکل جائے اور اس کے نتائج دوسروں کی جھولی میں گر جائیں یہ گرنٹی کوئی بھی نہیں دے سکتا ہے کہ نجیب کو امداد نہیں دی جائے گی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نجیب کو امداد دینے کا سلسلہ جاری ہو گا اور اسے اسلحہ و دیگر جنگی ساز و سامان ملتا رہے گا۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ افغان مسئلہ کے فریقین کو اسلحہ نہ دینے کا جو فیصلہ روس اور امریکہ نے کیا ہے ایک غلط اور ناقابل عمل فیصلہ ہے

اس سوال کے جواب میں کہ پاکستان کے اندر ہونے والے دھماکوں اور تخریبی کارروائیوں میں بعض لوگ افغان مہاجرین کو ملوث سمجھتے ہیں۔ اس بارے میں آپ

جہادِ افغانستان نے محکوم قوموں کو متحرک بنا کر ساری دنیا پر مثبت اثرات مرتب کئے ہوئے ہیں

جنرل فضل حق کی شہادت

پر میدانِ جنگ سے

الحاج جلال الدین حقانی

کا تعزیتی پیغام

جنوبی محاذ کے فیلڈ کمانڈر الحاج مولوی جلال الدین حقانی جو گردیز کے قریب "ستوکنڈاو" میں جنگ کی مرکزی کمان سنبھالتے ہوئے مجاہدین کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ نے صوبہ سرحد کے سابق گورنر اور وزیراعلیٰ جنرل فضل حق کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک پیغام میں کہا ہے کہ:

" یہ افسوسناک خبر سن کر مجھے دلی صدمہ ہوا کہ صوبہ سرحد کے سابق گورنر جنرل فضل حق کو ایک دہشت گرد گروہ نے بے دردی سے قتل کر دیا ہے۔

جنرل فضل حق ایک غیرتی، جیالے اور نڈر سپاہی تھے جنہوں نے اسلام اور اپنے ملک کے لئے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

جنرل فضل حق جہاد افغانستان کے زبردست حامیوں میں سے ایک تھے ان کی شہادت پر ہمارے غیور مجاہدین اپنے ایک غیور انصار بھائی سے محروم ہو گئے۔"

جنرل فضل حق کی خدمات کو ہماری مجاہد قوم کبھی بھی فراموش نہیں کرے گی یقیناً جہادِ افغانستان میں ہمارے غیور مجاہدوں نے اپنی قربانیوں کے صلے جو اعزاز حاصل کئے۔ اس میں شہید جنرل ضیاء الحق اور شہید جنرل فضل حق جیسے مومن انصار بھائیوں کی حمایت و رہنمائی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ شہید جنرل کو جنت الفردوس نصیب فرما دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ والسلام"

اسی طرح الحاج نظام الدین حقانی صاحب نے بھی جنرل فضل حق کی موت پر اپنی گہری درد وغم کا اظہار کرتے ہوئے تسلیت کا پیغام بھیجا ہے۔

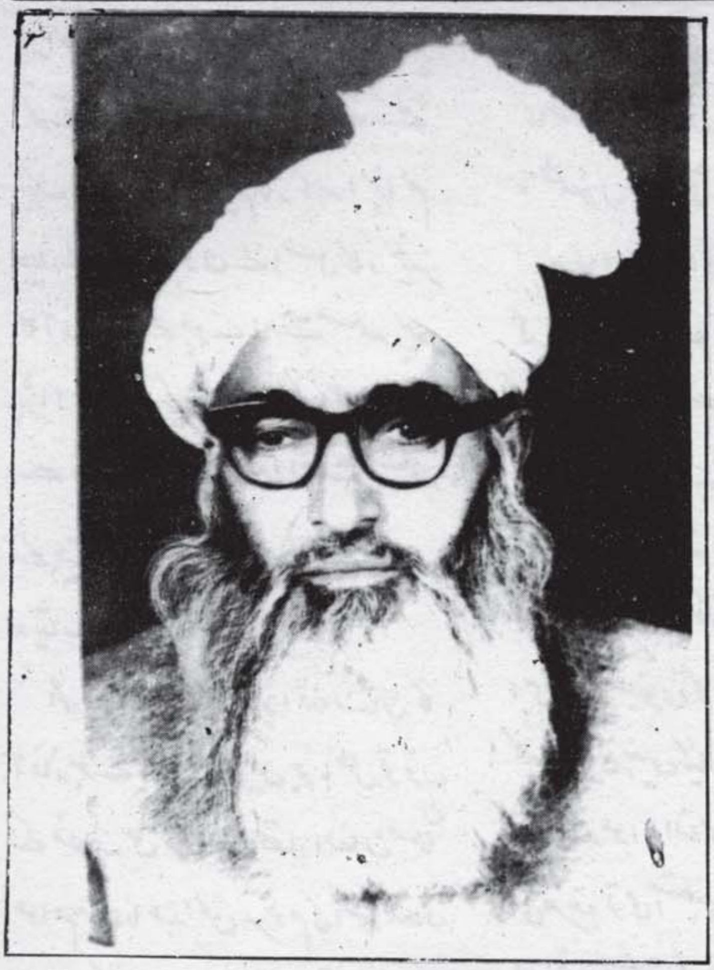

یادِ رفتگان

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مرحوم کی یاد میں

سید عبداللہ

زمانہ گزرتا چلا جا رہا ہے، شب و روز کا قافلہ ٹھہرتا نہیں، حادثات کی تُند و تیز باد ہر جاندار و بے جان کی پیکر کو چھو لیتا ہے۔ اس دارِ فانی کے خزاں کی سرد اور بے رحم لہریں آخر کار اس کائنات کی ہر ذی روح کے لئے جاں لیوا ثابت ہو کر اسے موت کا مزہ چکھا دیتا ہے۔ چنانچہ سنت الٰہی کا یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ لیکن اللہ کے ایسے بندوں کی بھی کمی نہیں جنہیں موت نہیں مروا سکتی اور نہ ہی ان کی یادوں کے متعلق لوگوں کے دلوں میں بھڑکتے ہوئے شمعیں وقت و زمان اور حالات و واقعات کی تیز و تند لہروں سے بجھ سکتی ہیں۔ ایسے جاوداں ہستیوں میں سے ایک مرحوم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب بھی ہیں، جن کی یادیں ان کی وفات کے تین سال گزرنے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں تازہ اور زندہ ہیں اور جب تک زندگی کا یہ کارواں، رواں دواں رہے گا مسلمانوں کے دلوں میں ان کی یاد کا شمع جلتا رہے گا۔

شیخ الحدیث جناب مولانا عبدالحق صاحب مرحوم نے اسلام کی سربلندی اور مسلمانانِ عالم کی عظمت کی خاطر جو انتھک کوششیں کی ہیں اور اس راہ میں جو قابلِ قدر اور نمایاں کارنامے انجام دئیے ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی اور پوشیدہ نہیں۔

چنانچہ ۱۹۴۷ء میں اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد انہوں نے اس امید سے رکھی تھی کہ وہاں دینی تربیت حاصل کرنے کے لئے مسلمان بچے جمع ہو کر دینی علوم حاصل کرنے کے بعد، اعلائے کلمۃ اللہ، اسلام کی سربلندی اور نفاذِ اسلام کی راہ میں ممد و معاون ثابت ہوں، مولانا مرحوم نے دارالعلوم حقانیہ کا سنگِ بنیاد رکھ

کمر اور اس میں بذات خود درس وتدریس کرتے ہوئے اشاعت دین کے لئے ایک بہت بڑا اور عظیم کارنامہ انجام دیا ہے اور انہوں نے اس کار خیر کا آغاز کرتے ہوئے امت مسلمہ پر بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ اس مدرسے سے فارغ التحصیل علماً امت مسلمہ کے جید علماء کا ایک خاصہ حصہ تشکیل دیتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ جہادِ افغانستان کا آغاز ہونے کے سلسلے میں جو باطل قوتوں کے خلاف حق کا اعلان تھا، افغان مسلمان عوام مولانا عبدالحق مرحوم کی اس اسلامی جدوجہد کے مرہون منت ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ ماضی میں افغانستان کی مفسد حکومتوں اور روسی افواج کے خلاف جہاد کے آغاز کرنے والوں میں مولانا موصوف کے تلامذہ بھی شامل تھے، مثال کے طور پر فاتح خوست الحاج مولانا جلال الدین حقانی، نظام الدین حقانی، شہید فتح اللہ حقانی اور دیگر جید و مجاہد علماً افغانستان بالخصوص افغانستان کے جنوبی علاقوں میں اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف جہاد برپا کرنے والے ابتدائی حضرات میں سے ہیں، کو جناب مولانا عبدالحق صاحب کی ہم نشینی اور شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کی آرزو تھی کہ وہ خود جا کر غاصب وحملہ آور فوجیوں اور دین کے دشمنوں سے لڑے مگر ان کی ضعیف العمری اور ناتوانی نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ ہمیشہ مجاہدین کی کامیابی اور اسلام کی سربلندی کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔

عالم دین ہونے کے علاوہ مولانا عبدالحق صاحب نے قوم وملک کی خدمت میں بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے کبھی دریغ نہیں کیا، چنانچہ اپنے ملک کی ترقی اور عوام الناس کی خدمت کی خاطر کئی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور قوم وملک کی خدمت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

مختصر یہ کہ مرحوم شیخ الحدیث اور علوم دین کے عظیم عالم مولانا عبدالحق صاحب نے اسلام کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں وہ مسلمانوں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوں گی۔ اور دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھ کر اسلام کی سربلندی اور اشاعتِ دین کے لئے انہوں نے جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے وہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی تعریف وتوصیف الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی اسی طرح شیخ الحدیث مرحوم مولانا عبدالحق صاحب نے جہاد افغانستان کو کامیاب بنانے کے لئے جو کردار ادا کیا ہے وہ رہتی دنیا تک پائندہ اور تابندہ رہے گا اور افغان مجاہد عوام کے دلوں میں ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی جہاں تک مرحوم کے اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی وہ سب سے سبقت حاصل کر چکے ہیں وہ اعلیٰ اور حمیدہ اخلاق کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ حلیم، خوش خلق اور ملنسار شخصیت بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ جو پاکستان کے اندر اور ملک سے باہر ان کے فیضِ علم کو عام کرنے میں مصروف ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ میں بھی بڑی تعداد میں ان کے شاگرد موجود ہیں۔

اگرچہ مرحوم عبدالحق صاحب اب ہمارے درمیان موجود نہیں مگر ہمارے لئے ان کے بتائے گئے نصائح اور ان کے دینی کارنامے اب بھی موجود ہیں، ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ اب بھی زندہ ہے۔ ابدی زندگی تو ویسے بھی ان کی نصیب ہوتی ہے۔

اسلام میں خُدا کا تصوّر

" اسلام اس پوری فکری اور عملی انارکی کو ختم کر دیتا ہے۔ جو انسان کو بے خدا فرض کر کے اس کے لئے ایک نظامِ اخلاق تجویز کرنے کی کوششوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلام خدا کا جو تصور پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا ہی انسان کا اور ساری کائنات کا مالک خالق، معبود اور حاکم ہے۔ اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، اس کے ہاں بجز دعائے خیر کے اور کوئی سفارش کی گنجائش بھی نہیں جو زور سے منوائی جاتی ہو اور رد نہ کی جا سکتی ہو، اس کے ہاں ہر شخص کی کامیابی و ناکامی کا مدار اس کے اپنے طرزِ عمل پر ہے۔ نہ کوئی کسی کا کفارہ بن سکتا ہے نہ کسی کے عمل کی ذمہ داری دوسرے پر ڈالی جاتی ہے اور نہ کسی کے عمل کا صلہ دوسرے کو ملتا ہے۔ اس کے ہاں جانبداری نہیں کہ ایک شخص یا خاندان یا قوم یا نسل سے اس کو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ دلچسپی ہو۔ سب انسان اس کی نگاہ میں یکساں ہیں۔ سب کے لئے ایک ہی قانونِ اخلاق ہے اور فضیلت جو کچھ بھی ہے اخلاقی فضیلت کے اعتبار سے ہے۔ وہ خود رحیم ہے اور رحم کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود فیاض ہے اور فیاضی کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود عادل ہے اور عدل کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود ظلم سے، تنگ نظری و تنگ دلی سے، بے رحمی سے اور سنگدلی سے۔ تعصب اور نفسانی جانبداری سے پاک ہے۔ اس لئے انہی کو پسند کرتا ہے۔ جو ان صفات سے پاک ہوں۔ پھر کبریائی تنہا اسی کا حق ہے اس لئے تکبّر اسے ناپسند ہے۔ خدائی صرف اس کے لئے ہے۔ اور دوسرے اس کے بندے ہیں اس لئے ایک بندے پر دوسرے کی خداوندی اس کو پسند نہیں۔ مالک وہ اکیلا ہے اور دوسروں کے پاس جو کچھ ہے امانت کی حیثیت سے ہے اس لئے کسی بندے کی خود مختاری اور کسی کا کسی کے لئے قانون بنانا اور کسی کا کسی کے لئے بذاتِ خود واجب الاطاعت ہونا یہ سب فی الحقیقت غلط ہے۔ سب کا مطاع وہی ایک ہے اور سب کے لئے خیر اسی میں ہے کہ اس کی بے چون و چرا اطاعت کریں۔ پھر وہ محسن ہے اور شکر احسان مندی اور محبت کا مستحق ہے۔ وہ منعم ہے اور اس کا حقدار ہے کہ اس کی نعمتوں میں اسی کے منشا کے مطابق تصرف کیا جائے وہ منصف ہے اور لازم ہے کہ انسان اس کے انصاف میں سزا پانے کا خوف اور جزا پانے کی طمع رکھے۔ وہ علیم و خبیر ہے اور دلوں کی چھپی ہوئی نیتوں سے بھی واقف ہے اس لئے ظاہری حسنِ اخلاق سے اس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا وہ محیط ہے اس لئے کوئی یہ امید نہیں کر سکتا کہ جرم کر کے اس کی پکڑ سے بچ نکلے گا۔"

(اسلام کا اخلاقی نقطۂ نظر)

مرحوم مولانا مفتی محمودؒ صاحب کی یاد میں

دس سال قبل ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو پاکستان ایک متبحر عالمِ دین اور دوراندیش لیڈر کے غم میں سوگوار ہوا۔

مرحوم مولانا مفتی محمود صاحب کی موت واقع ہونے سے نہ صرف پاکستان بلکہ اس مقولے کہ "موتِ عالِم. موتِ عالَم ہے" کے مطابق عالمِ اسلام ایک نڈر عالِم اور نامور رہنما سے محروم ہو گیا۔ اس روز انہوں (حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب) نے کراچی میں دین کے ایک بنیادی رکن عُشر اور زکوٰۃ کے بارے میں خطاب کرنے کے دوران اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

حضرت مولانا مفتی محمود نے جنوری ۱۹۱۹ء کو ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک چھوٹے سے گاؤں کے ایک دین پرور گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ہی میں حاصل کر لی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مشہور دینی تربیت گاہ دارالعلوم "دیوبند" کا رخ کیا۔ ۱۹۴۱ء میں اس اعلیٰ دینی تربیت گاہ سے سندِ فراغت حاصل کرتے ہوئے واپسی پر درس و تدریس کا سنگین مشغلہ اختیار کیا۔

۱۹۶۲ء میں ایوب خان کے دورِ صدارت میں انہوں نے عام انتخابات میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ لیکن بعد میں صدر ایوب خان سے اسلامی قوانین نافذ نہ کرنے کے مسئلے پر ان کے اختلافات پیدا ہوئے اور انہوں نے قومی اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔

۱۹۶۴ء میں انہیں مصر کے الازہر یونیورسٹی کے ہزار سالہ جشن کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ مفتی صاحب نے الازہر یونیورسٹی کے شاندار جشن کی تقریب میں حصہ لیا اور وہاں فتنۂ الحاد، مسئلۂ کشمیر اور مغربی سامراج کی دوہری پالیسی اور منافقتوں سے پردہ اٹھا کر عالمانہ خطاب کیا۔ جسے کانفرنس کے مندوبین نے پرجوش انداز میں سراہا اور انہیں داد دی۔

۱۹۷۰ء میں پاکستان کے عام انتخابات میں ایک مرتبہ پھر جناب مولانا مفتی صاحب جھلک اٹھے اور قومی اسمبلی کا انتخاب لڑنے کے لئے میدان میں کود آئے ان تاریخی انتخابات میں لاہور کے ایک انتخابی حلقہ میں پاکستان کے ایک سابق وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے مشرق کے فلسفی شاعر علامہ محمد اقبالؒ کے فرزند جاوید اقبال کو شکست دی۔ جب کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک درویش صفت عالمِ دین مولانا مفتی محمود صاحب کے مقابلے میں انہوں نے شکست کھائی اور مولانا صاحب بڑی اکثریت سے ایک بار پھر پارلیمنٹ کے ایوانِ زیریں (قومی اسمبلی) کے رکن منتخب ہوئے۔

مفتی صاحب نے پاکستان کی تقسیم کے خلاف اور اسے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے

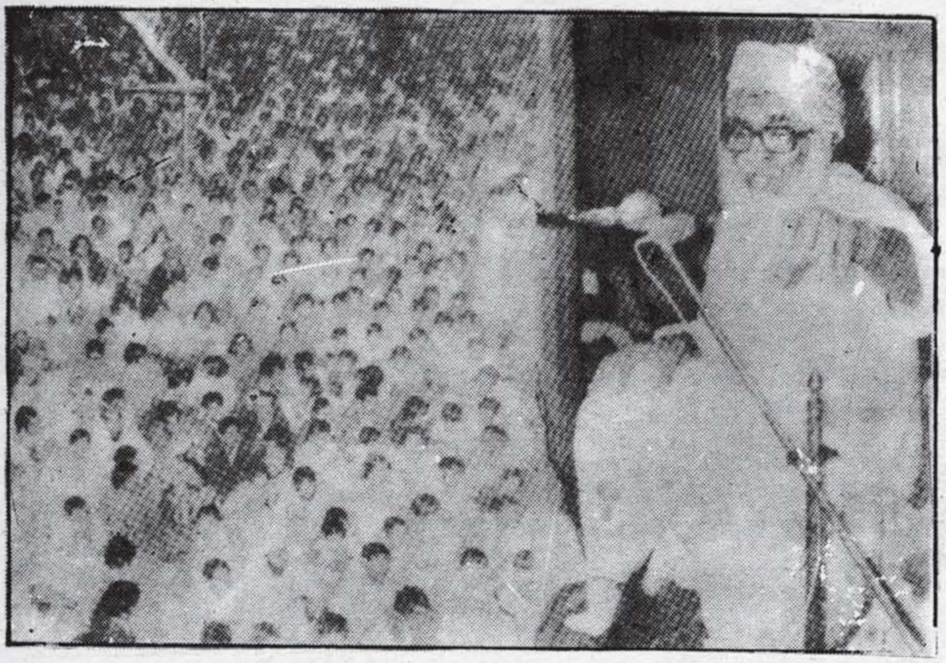

بچانے کی راہ میں قابلِ قدر خدمات انجام دیئے ہیں جو پاکستان کی تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھے جائیں گے۔

۱۹۷۲ء میں مولانا صاحب موصوف نے صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ کی حیثیت سے حلف اٹھانے کے فوراً بعد نفاذِ شریعت کے لئے کمر ہمت باندھ لیا اور بڑے موثر اقدامات کیے چنانچہ شرعی حجاب لازمی قرار دیا گیا، شراب پینے اور فروخت کرنے دونوں پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی، مغربی لباس کی بجائے قومی لباس کی حیثیت سے قمیض شلوار کا استعمال شروع کر دیا، جہیز کی لعنت ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا، قمار بازی اور جوئے کے اڈے بند کر دیئے گئے اور سود بند کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ مگر وفاقی حکومت کے ناروا و ناجائز سلوک و عمل کی وجہ سے وہ اپنی کابینہ سمیت مستعفی ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اور آخر کار ۱۹۸۱ء میں کراچی میں عشر و زکوٰۃ کے بارے میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرنے کے دوران ان کی تقریر میں وقفہ آ گیا اور پھر اسی حالت میں اپنے خالق و مالک حقیقی سے جا ملے۔

مولانا مفتی محمود صاحب برصغیر کے جید علماؤں میں سے ایک تھے۔ انہوں نے "جمعیت العلمائے اسلام" کی ایک مضبوط پارٹی کی بنیاد رکھی اور یہی پارٹی ہے جو دوسرے اسلامی پارٹیوں کی شرکت و تعاون سے پاکستان میں فتنہ و فساد اور الحاد کے خلاف جہاد کر رہی ہے مفتی محمود صاحب نے جہاد افغانستان کی بھرپور حمایت کی، وہ جہاد افغانستان کو افغانوں کا جہاد نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کا جہاد سمجھتے تھے۔ یہ مفتی محمود کی اصولی حکمت عملی اور عقیدے ہی کی برکت ہے کہ آج جمعیت العلمائے اسلام جہاد افغانستان کی پشت پناہی کر رہی ہے۔

ہم اس نامور عالم دین کے وفات کی یاد تازہ کرنے کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کے دربار سے ان کی روح کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہیں اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے بھی دست بدعا ہیں۔

ہم اس حقیقت کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ پاکستان میں اگر مرحوم مفتی محمود صاحب مرحوم مولانا عبدالحق صاحب، اسلام کے دیگر شیدائی اور علماء حق، نیز شہید جنرل ضیاء الحق، جنرل فضل حق جیسے نڈر اور مومن ہستیاں نہ ہوتیں تو شاید ہمارے جہاد کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کے تمام خیرخواہ ہستیوں کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

سلطان صدیقی

امت مسلمہ کشمیر کے حوالے سے اپنا کردار ادا کرے

بھارتی فوجیوں کی دہشت گردی سے بھارت کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے

عکرہ میں غیر جانبدار تحریک کے دسویں وزارتی کانفرنس میں پاکستان وفد کے قائد شہریار خان نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان مسئلہ کشمیر کے تصفیے کیلئے بھارت کے ساتھ دوطرفہ مذاکرات کے نتائج برآمد ہونے کی صورت میں اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق تنازعات کو دوسرے ذرائع سے پرامن طور پر حل کرنے کے لئے تیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان ذرائع میں مذاکرات افہام و تفہیم ثالثی اور منصفانہ تصفیے کے اقدام شامل ہیں تاہم پہلے دوطرفہ مذاکرات کے ذریعے اس کو حل کرنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کے لئے کشمیر ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے جو اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہے اور یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے کیونکہ دونوں ملکوں کے درمیان دیگر تمام مسائل اور ادا سنی کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر بھارت اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں رائے شماری کرانے پر آمادہ ہو جاتے تو پاکستان آزاد کشمیر سے اپنی فوج واپس بلانے پر تیار ہو جاتے گا عکرہ ہی میں پاکستانی وفد کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے پاکستان کا مقصد یہ تھا کہ اس مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر موثر طور پر پیش کیا جاتے اور خاص طور سے تحریک کے ملکوں کو اس مسئلے کی سنگین نوعیت اور مقبوضہ کشمیر میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں اور اس مسئلے کے تصفیئے کی ضرورت سے آگاہ کیا جاتے انہوں نے کہا کہ پاکستان افغان بحران اور مسئلہ کشمیر کے متعلق اپنے مقاصد میں کامیاب رہا ہے ایک طرف جبکہ عالمی سطح پر کشمیر کا مسئلہ اٹھایا جا رہا ہے اور حریت پسند اندرون مقبوضہ کشمیر قربانیوں کی داستانیں رقم کرتے ہوتے بھارتی فوجوں کا مقابلہ کر کے بھارتی حکومت پر دباو ڈال رہے ہیں۔ دوسری جانب بھارتی ظالم فوجوں کی جانب مظلوم کشمیریوں کے خلاف ظلم و جبر تشدد اور زیادتی کی کاروائیاں زوروں پر ہیں۔

برطانیہ کے روزنامے **"گارڈین"** نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں مقبوضہ کشمیر میں بے گناہ کشمیری مسلمانوں پر بھارتی فوج کے وحشیانہ مظالم کی داستانیں شائع کی ہیں، رپورٹ کے

مصنف باب ولسن جس نے وادی بھر کا دورہ کیا اور وہاں کے حالات جاننے کے لئے کئی افراد سے ملاقاتیں کیں ہیں کے بعد بڑی خوفناک داستانیں بیان کیں ہیں۔

اخبار نے اپنے ایک مضمون "وادی آگ کی لپیٹ میں" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مصنف نے مضمون میں ایک ۵۲ سالہ عبدالاحد کینو جو پیر دستگیر قبرستان کا نگران ہے ایک واقع کا حال بیان کرتے ہوتے بتایا ہے کہ بھارتی فوج کے ایک کمانڈر نے فضا میں گولی چلائی جس کے بعد بھارتی فوج نے مشین گنوں سے فائر کھول دیا جس سے ۲۵ افراد شہید ہو گئے اور سو سے زائد زخمی ہو گئے۔ ہر ایک شخص بھاگ رہا تھا اور وادی چیخ و پکار سے گونج اٹھی۔

ایک اور عینی شاہد غلام ڈار نے کہا کہ لاشوں کے علاوہ سڑکوں پر سینکڑوں خواتین کے برقعے بکھرے پڑے تھے، ہر برقعہ خون آلود تھا۔ انہوں نے کہا کہ امبولینس گاڑی کے ایک ڈرائیور عبدالمجید جسے سینے میں گولیاں لگی ابھی تک سرینگر کے مہاراجا سنگھ ہسپتال میں زیر علاج ہے مصنف نے لکھا ہے کہ غالب اکثریت آبادی والے علاقے کے مسلمانوں نے دو سال پہلے بھارتی راج سے آزادی حاصل کرنے کیلئے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا تھا۔ ہر روز لوگوں کو قتل کرتے اور عصمت دری کے واقعات ہو رہے ہیں ان وحشیانہ سلوک کے باوجود بھارتی ترجمان یہ بیان دیتے ہیں کہ بدقسمتی سے

شہری فائرنگ کے تبادلے کی زد میں آجاتے ہیں۔ عبدالاحد کینو نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کشمیر آزاد ہو گا اور اب بھارتیوں کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے۔ ہم کشمیر آزاد کرانے میں کامیاب ہوں گے۔ اب ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔

عبدالاحد کینو نے مصنف سے کہا ہے کہ مجھ پر یقین کرو، کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب لوگوں کو ہلاک نہ کیا جاتا ہو، عصمت دری اور زدوکوب کے واقعات روزمرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ مصنف نے اس علاقہ کا بھی دورہ کیا جہاں بھارتی فوج نے گذشتہ سال فروری میں ۶۰ خواتین کی عصمت دری کی۔ مصنف نے لکھا کہ دیہاتی بزرگوں کے ایک گروپ نے عبدل ڈار محمد بٹ کے ساتھ مجھ سے ملاقات کی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ تمام خواتین جو دس سے ساٹھ سال کی عمر کی تھی، کی عصمت دری کی گئی، مردوں کو برفانی میدان میں لے جایا گیا اور انہیں زدوکوب کیا گیا پھر انہیں تین عقوبت خانوں میں لے جایا گیا جہاں انہیں اذیتیں دی گئیں مصنف نے گاؤں کی ایک عورت سے ملاقات کی جس نے اسے بتایا کہ رات کے وقت بھارتی فوجی دستوں کا ایک گروپ میرے گھر آیا انہوں نے دروازہ پر دستک دی اور

گھر کے چار افراد کو پکڑ کر لے گئے پھر فوجیوں کا ایک اور گروپ آیا ان سب نے شراب پی رکھی تھی ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم نے چیخ و پکار کی تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا، تمہارے مرد باہر کھڑے ہیں اس لئے تمہارے لئے بہتر ہے کہ چیخ و پکار نہ کرنا۔ ایک اور عینی شاہد ظفر اقبال نے بتایا کہ یہ واقعات نئے نہیں۔

مظلوم کشمیریوں کی ان قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ خود بھارتیوں کو بھی اب مسئلے کی سنگین صورت حال کا احساس ہو رہا ہے۔ پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے بھارتی صحافی اور "انڈیا ٹوڈے" نئی دہلی کے نمائندے کنور سندھو نے اسلام آباد میں اخبار نویسوں کے ایک گروپ کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اعتراف کیا کہ کشمیر کا مسئلہ موجود ہے

جسے مذاکرات کے ذریعے حل کیا جانا چاہئے کشمیر میں کوئی ایک گروپ سرگرم عمل نہیں ہے بلکہ وہاں پر عوامی تحریک چل رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ وادی جموں اور لداخ کے مسئلے کا حل تلاش کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت حکومت کا سرکاری موقف خواہ کچھ ہو لیکن بھارت کے دانشوروں اور حکومت کے اندر بعض حلقوں میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ مسئلہ کشمیر کا فوجی حل ممکن نہیں بلکہ اس مسئلے کا اقوام متحدہ کی قراردادوں اور شملہ معاہدہ کی بجائے کوئی تیسرا حل نکالا جائے۔

کشمیر کا مسئلہ اگرچہ بہت پرانا ہے تاہم دو سال قبل کشمیری حریت پسندوں کی جانب سے مسلح جدوجہد آزادی شروع ہونے کے بعد یہ مسئلہ اب نئے سرے سے ابھر کر سامنے آیا ہے۔ اور عالمی سطح پر ہونے والی کانفرنس میں اسے حکومت پاکستان کی طرف سے اٹھایا جارہا ہے۔ سیاسی پارٹیوں کی سطح پر جماعت اسلامی پاکستان یہ کام کررہی ہے، پچھلے سال جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے کئی مسلم ممالک کا دورہ کیا تھا۔ اب جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے نائب امیر پروفیسر سیف الدین ترابی کی قیادت میں ایک وفد عرب ممالک کے دورے پر ہے ان دوروں کے اچھے اور مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں اس وفد کے دورے کے دوران سینکڑوں عرب باشندوں نے جہاد کشمیر کے لیئے اپنی خدمات پیش کردیں وفد نے عرب باشندوں کو بتایا کہ ۸۰ فیصد کشمیری مسلمانوں کو ہندوؤں نے ظلم وجبر کی بنیاد پر اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ اسلام کے شعائر پائمال کئے جارہے ہیں، قرآن اور مساجد کی بے حرمتی کی جارہی ہے۔ دس ہزار مسلمانوں کو شہید کیا جاچکا ہے اور ہزاروں عقوبت خانوں میں زندگی وسفاکی کا نشانہ بنائے جارہے ہیں، مسلمان خواتین کی عزت وعصمت تار تار کی جارہی ہے۔ کشمیری مسلمان تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہے ہیں اور وہ شدید مصائب ومشکلات کا شکار ہیں۔ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق کشمیری مسلمانوں کی امداد کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

انمول موتی

- خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔
- صاحب عرفان کفر کے جھگڑے میں نہیں پڑتا کیونکہ پروانہ یہ نہیں دیکھتا کہ چراغ حرم میں جل رہا ہے یا بت خانے میں۔
- مسکراہٹ ایک ایسا نذرانہ ہے جو غریب سے غریب انسان بھی پیش کرسکتا ہے۔
- شادی محبت ہے اور محبت اندھی ہے لہذا شادی ایک ایسا ادارہ ہے جو اندھوں کے لئے قائم کیا گیا ہے (شیکسپیئر)

افسانہ

آنسو

ایک حقیقت

مطیع اللہ

آج پھر نظام الدین کے خیمے کے سامنے آس پاس کے خیموں کے لوگ جمع تھے بالکل اسی طرح تقریباً ایک سال قبل بھی لوگوں کا جمگھٹ نظام الدین کے خیمے کے گرد جمع ہوا تھا۔ اُس روز نظام الدین کا بڑا بیٹا شریف الدین شہید ہوا تھا۔ اور اُس کی میت تنظیم کے ایمبولینس میں لاکر اُن کے خیمے کے سامنے رکھ دی گئی تھی۔ نظام الدین کو اپنے بیٹے کی شہادت پر ہر اسلام پرست اور وطن کے نام پر شیدا افغان باپ کی طرح ذرہ برابر بھی افسوس نہ تھا۔ جو لوگ آس پاس سے اس نیت سے جلدی جلدی نظام الدین کے خیمے کی طرف چلے آئے تھے تاکہ نظام الدین کے غم میں اُس کے ساتھ شریک ہوں اُن لوگوں کو یہ دیکھ کر کچھ حیرانگی اور کچھ شرمندگی سی ہوئی تھی۔ کہ نظام الدین خود آنے والوں کو تسلیاں دیتے اور صبر کی تلقین کر رہے تھے۔ نظام الدین کو اس بات کی بہت کم فکر تھی کہ اُس کا وہ بیٹا جس کو اُس نے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا۔ جس کو اُس نے کابل یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجا تھا۔ جس کے لئے اُس نے بڑی بڑی تکالیف اُٹھائی تھیں۔ آج وہ اُس کے سامنے خاموش اور بے سدھ پڑا ہوا ہے۔ بلکہ اس بات کی خوشی تھی کہ وہ اب اپنی برادری اور قبیلے میں اس بات پر فخر کر سکے گا۔ کہ وہ بھی ایک شہید کا باپ ہے، نظام الدین نے بے اختیار اپنے بیٹے کے نورانی چہرے کو بوسہ دیا۔ اور پھر ساکن آنکھوں سے خاموش لبوں کے ساتھ اُسے دیکھنے لگا۔

نہ کوئی آہ نہ کوئی آنسو۔

خیمے کے اندر شہید کی ماں نظام الدین کی بیوی "صبرو" ہمسایہ خواتین کی جھرمٹ میں خاموش بیٹھی ہوئی تھیں۔ باقی خواتین اپنی عادت کے مطابق رو رہی تھیں۔ آہ و بکا کر رہی تھیں۔ شہید کو یاد کر کر کے نوحہ کناں تھیں۔ لیکن صبرو اپنے نام کی طرح صبر و استقلال کا مجسمہ بنی خاموش اپنے لخت جگر کی فراق کو رضائے خداوندی سمجھ کر سر جھکائے بیٹھی تھیں۔

خیمے کے ستون سے تکیہ لگائے شہید کی چھوٹی اکلوتی بہن زبیدہ بھی اپنے باباجان اور ماں کی طرح صبر و سکون کا مجسمہ تھی وہ اپنے بھائی کی شہادت پر کسی قسم کا کوئی ایسا تاثر نہیں دے رہی تھیں کہ گویا اُسے بھائی کی جدائی پر افسوس ہو وہ تو بس خیمے کی چھت کو تک رہی تھیں اور شہید بھائی کی یادوں کا ایک سلسلہ تھا جو فلم کی صورت میں اُسے خیمے کی چھت پر نظر آرہا تھا اُسے وہ دن بھی یاد آرہے تھے جب شریف بھائی کابل سے آتے تو اپنے ساتھ طرح طرح کے تحفے لاتے اور پھر اُن تحفوں پر اپنے دوسرے بھائی امین الدین کے ساتھ وہ لڑتی اور پھر اگلی دفعہ شریف بھائی دونوں کے لئے الگ الگ پیکٹوں میں تحفے لایا کرتے۔ اُسے بچپن کی وہ یادیں بھی ایک ایک کر کے سامنے آرہی تھیں۔ جب شریف

بھائی آنکھیں بند کرکے اور ایمن اور وہ کہیں چھپ جاتے۔ آج شریف بھائی ہمیشہ کے لئے اپنی آنکھیں بند کرکے لیٹے ہیں لیکن لاڈلی بہن زبیدہ کے چہرے سے ایسا کوئی تاثر نہیں مل رہا ہے کہ وہ اپنے چہیتے بھائی کی شہادت پر خفہ ہے نہ وہ روتی، نہ اُس کی معصوم آنکھوں سے آنسو کے قطرے چھلکتے کسی نے دیکھے۔

آج پھر نظام الدین کے خیمے کے سامنے ایک اور میت چارپائی پر پڑی تھیں اس کے دوسرے بیٹے ایمن الدین کی میت سرحد پار سے لائی گئی تھی۔ مگر دوسرے بیٹے کی جدائی بھی نظام الدین کے پائے استقامت میں لغزش نہ لا سکی، آج بھی وہ ایک سمنت جان پہاڑ کی طرح سارے غم اور دکھ کو چشموں کی طرح اپنے اندر ہی اندر گزار رہا تھا۔ ہر آنے والا اس سے اظہارِ تعزیت کرتا اور اُس کا جواب یہی ہوتا۔

" جس نے دیا تھا اُس نے واپس لے لیا اور پھر میرا بیٹا شہید ہے، شہید کا درجہ بڑا بلند ہوتا ہے۔"

خیمے کے اندر آج پھر نظام الدین کی بیوی خاموش گم سم بیٹھی تھیں اُس کے جگر کا دوسرا ٹکڑا بھی آج اُس سے الگ ہوگیا تھا۔ لیکن افغان ماں پھر بھی افغان ماں بنی رہی وہ کسی آنسو کے قطرے سے اپنی عظمت کو داغدار کرنا نہیں چاہتی تھیں۔

بہادر باپ اور باحوصلہ ماں کی بیٹی زبیدہ اپنے دوسرے بھائی کے فراق پر دل ہی دل میں افسردہ اور اداس تھیں وہ آیمن الدین سے صرف دو سال چھوٹی تھیں۔ بچپن دونوں نے ایک ساتھ کھیل کود میں گزارا تھا۔ ایک دوسرے سے خوب لڑتے بھی تھے، لیکن آج وہی شرارتی بھائی جان آرام سے چارپائی پر خاموشی کے ساتھ پڑا ہوا تھا۔ زبیدہ کو ایک سال کے اندر اپنے دونوں بھائیوں کی جدائی کا غم دیکھنا پڑا۔ وہ خود کو بھری دنیا میں اکیلی محسوس کرنے لگی تھی۔ ایک ضعیف باپ اور ایک بوڑھی ماں۔

پھر لوگوں نے چارپائی کو کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اُٹھایا اور قبرستان کی جانب چل پڑے۔ نمازِ جنازہ کے بعد ان کے جسدِ خاکی کو منوں مٹی تلے دفنا دیا گیا سوگوار واپس کیمپ کی طرف چل پڑے راستے میں ایک آدمی نظام الدین کے قریب آیا۔ اُس نے نظام الدین کے ساتھ کچھ کھسر پھسر کی اور آگے بڑھ گیا نظام الدین کا چہرہ ایک دم مرجھا سا گیا۔ قدم کچھ دیر کے لئے ڈگمگا گئے۔ بوجھل قدموں سے وہ اپنے خیمے میں داخل ہو گیا۔ بیوی صبرو نے اُس کے چہرے کے تاثرات پڑھ لئے۔ صبرو نے پوچھا۔ شریف کے آبا! خیر تو ہے طبیعت تو ٹھیک ہے۔ کیا دوسرے بیٹے کی شہادت نے کمر جھکا دی"

نظام الدین اپنی بیوی کے بے شمار سوالوں کے جواب کے لئے تیار بھی نہ ہوا تھا کہ بیٹی زبیدہ نے کہا" بابا جان! آیمن بھائی تو شہید ہو گئے ہیں، آپ پھر کیوں افسردہ ہے؟" نظام الدین نے مشکل سے ہی یہ چند الفاظ کہے۔

شریف کی ماں! تیرے بیٹے کو دشمن نے نہیں بلکہ اپنوں نے آپس کی لڑائی میں مارا ہے۔"

نظام الدین کا فقط اتنا کہنا تھا۔ کہ صبرو اور زبیدہ کی باحیا آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو چھلک پڑے۔ یہ آنسو بیٹے کی جدائی یا بھائی کی جوانمرگی کی وجہ سے نہیں گرے تھے بلکہ اپنے ہم سفر ساتھیوں کی غفلت اور افسوسناک نادانی پر بہے تھے۔ !!!

نیو ورلڈ آرڈر
کمیونزم کا زوال اور عالمِ اسلام

شیخ خرم مراد

ایک وقت وہ تھا جب مشرقی یورپ کے ممالک میں (محاورتاً) ایک تنکا بھی ماسکو کی مرضی و اجازت کے بغیر نہیں ہلتا تھا اور ایک وقت اب ہے کہ اولاً روس کی ذیلی اور طفیلی مقبوضہ ریاستیں ایک ایک کر کے کمیونسٹ پارٹی کی آمریتوں کو اٹھا پھینک کر نیا انقلابی راج قائم کرنے میں کوشاں ہے مشرقی یورپ میں کمیونزم سے بغاوت کا طوفان اٹھا، دیوارِ برلن گر گئی، مشرقی اور مغربی جرمنی آپس میں بغل گیر ہو گئے ہنگری، چیکوسلواکیہ، بلغاریہ، مشرقی جرمنی اور پولینڈ میں یکے بعد دیگرے تابڑ توڑ کمیونسٹ حکومتیں ٹوٹتی رہیں۔

لتھونیا، اسٹونیا، لیٹویا اور تاجکستان بغاوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے وسطِ ایشیا کی مسلم ریاستیں اور آذربائیجان، تاجکستان، جارجیا، آرمینیا اور بالٹک وغیرہ میں مسلسل آزادی کے مطالبات آتش فشاں

بننے والے ہیں۔ بالآخر خود ماسکو میں گورباچوف کو لینن، سٹالن اور مارکس پر لعنت بھیجنی پڑی۔ گذشتہ دنوں روس میں گورباچوف اور اس کے مخالفین کے درمیان ہونے والے ڈرامائی معرکے نے مارکس اور لینن کی مورتیوں کے منہ کالے کرائے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں نیست و نابود کر دیا گیا، گورباچوف نے کمیونسٹ پارٹی توڑ دی اور کمیونزم کی مضبوط اور مستحکم عمارت دھڑام سے گرا دی گئی یہ سب قدرت کے کرشمے اور اس کی حکمت و مصالح پر مبنی نظامِ کائنات کے تقاضے ہیں۔

ترجمہ: "اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے رفع نہ کرتا تو روئے زمین پر فساد برپا ہو جاتا۔ لیکن اللہ تو جہان والوں پر بڑا فضل رکھنے والے ہیں

(البقرہ ۲۵۱)

کمیونزم جس طرح ظلم و بربریت اور نوک خنجر سے نافذ کیا گیا تھا۔ اسی طرح آج بزور شمشیر اس سے گلو خلاصی کی تحریکیں عروج پر ہیں۔ کمیونسٹوں کا دعویٰ تھا کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کو منسوخ کر کے ایسا رفیع الشان سوشلسٹ معاشرہ قائم کریں گے۔ جس کی مثال یورپ و امریکہ سمیت دنیا کے کسی بھی خطے میں نہ مل سکے گی۔ یہی وجہ تھی کہ دوسرے ممالک کی طرح خود عظیم پاکستان میں بھی روسی گماشتے سوویت یونین کو "جنت ارضی" قرار دیتے تھے مگر جہالت کا پردہ چاک ہوا کہ مذہب سمیت پوری دنیا کو چیلنج کرنے والے خود اپنے فرسودہ نظریات اور خدا بیزار اور باطل نظام کی ابتری سے مار کھا گئے۔

روس نے اپنے بہتر ۷۲ سالہ دور عروج میں جدید سے جدید اسلحہ بنانا سیکھ لیا اس کے میزائل ہزاروں میل تک مار کر سکتے ہیں اس کے جہاز سمندروں کی چھاتیوں کو چیرتے فضاؤں میں تیرتے اور سیاروں کو چھوتے ہیں مگر اس

کے باوجود افغانستان سے روسی فوجوں کو بہت بے آبرو ہو کر نکلنا پڑا اور وہاں اب کٹھ پتلی حکومت روس کی مکمل پشت پناہی کے باوجود دم توڑتی دکھائی دے رہی ہے آخر یکدم روس کی فولادی قوت، نظریاتی پختگی اور سیاسی عظمت کی یہ عمارت دھڑام سے کیوں آگری ؟

یہی ایک نکتہ سمجھنے کا ہے کہ جو فطرت کے اور اب جہاد و قہار کی قدرت کو واشگاف کرتا ہے ہاتھی کی ڈیل و ڈول کو دیکھئے اور ننھی سی چیونٹی کے جثے کو بھی : لیکن اگر یہی ننھی چیونٹی ہاتھی کی سونڈ میں داخل ہو جائے تو اس کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے[۴۲]. بہتر برس سے عالم روس کے ہاتھی کی یلغار دیکھتا رہا دنیائے اقوام اس کی طاقت اور قوت سے خائف اور مرعوب رہیں مگر دنیا صرف اس کے اسلحی، عسکری اور نیوکلیریائی طاقت ہی دیکھتی رہی اس کے ۲۴ کروڑ شہریوں کی زندگیوں کی کیفیت روسی پراپیگنڈے میں ملفوف دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہی اور اب جب کہ روسی ہاتھیوں کی یلغار کا نقصان مجاہدین کی چیونٹی کی سی رفتار مگر بہادرانہ للکار اور غازیانہ کردار نے کام تمام کر دیا تو پوری دنیا پر یہ راز واضح ہو گیا کہ روسی پروپیگنڈے کے بالعکس خود روس میں بھی سے ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات لینن نے سرمایہ دارانہ نظام کو شکست دینے کے لئے مارکسزم، سوشلزم کا پرچم بلند کیا تھا مگر گورباچوف نے اس کے مشن کو آگے بڑھانے سے انکار کر کے گویا مارکسزم اور لینن ازم، کی شکست کا برملا اعتراف کر لیا ہے اور تہذیب روس نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کر لی ہے کہ شاخ نازک پہ آشیانہ ہیں تند و تیز ہواؤں کے مقابلہ کی تاب کہاں ؟ آشیانہ لینن کو تو عوام میں عقل و شعور کی ایک لہر لے ڈوبی ہے .

اس نئے دور میں تبدیلیوں کا نکتہ آغاز جہاد افغانستان ہے، افغان مجاہدین نے محض جرأتِ ایمانی، حریت پسندی اور غیرت و حمیت اور اسلامی کے جذبے سے سرشار ہو کر مسلسل بارہ سال تک عزیمت و استقامت کے ساتھ پندرہ لاکھ افراد کی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جس طرح روس کو عبرتناک شکست دی اس نے ابراہہ کے ہاتھیوں اور ابابیلوں کے قرآنی واقعہ کی یاد تازہ کر دی یہ افغانیوں کی تحریک آزادی ہی کی برکتیں ہیں کہ مشرقی یورپ کے ممالک غلامی کی زنجیریں توڑنے اور مستقبل کی نقشہ گری کر رہے ہیں، پرانے جمے جمائے نظام ٹوٹ رہے ہیں، حال کی کوکھ سے نیا مستقبل جنم لے رہا ہے، روس اپنا نظریاتی لبادہ اتار کر ایک نیا جامہ زیب تن کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے خود روسی معاشرہ شکست و ریخت اور بڑی تبدیلیوں سے گزر رہا ہے، چین بھی اشتراکیت کی گرفت سے نکل کر اب ایک نئے اور نسبتاً آزاد معاشرے کی جانب قدم بڑھا رہا ہے افریقہ میں نمیبیا جنوبی افریقہ کے تسلط سے آزاد ہوا کشمیر غلامی کی زنجیریں توڑ رہا ہے .

خود گورباچوف بھی درحقیقت افغان جہاد ہی کی پیدا کردہ قیادت ہے وہ آج جس منصب پر فائز ہے اور حالیہ معرکے میں اسے پھر جو مقام ملا ہے وہ اسے کبھی میسر نہ آتا. اگر افغانستان اپنی سرزمین کو روسی افواج کا قبرستان نہ بناتا جہاد افغانستان نے روس کے داخلی اتحاد اور یکجہتی میں جو دراڑیں ڈالی ہیں وہی روسی قیادت کی نئی پالیسیوں کی محرک ہیں، الغرض افغانوں کے خون کی حرارت نے ساری دنیا کے مظلوموں کو نئی جرات دی نیا حوصلہ دیا اور ظالم سامراج کا حوصلہ توڑ دیا. اس کا طلسم سامری توڑ دیا، آج جس کو جہاں آزادی حاصل ہو رہی ہے وہ افغان مجاہدین کے خون کا ممنون احسان ہے. وہ اگر اپنے سرخ لہو کی ندیاں نہ بہاتے تو سرخ سامراج سے آج کسی کو چھٹکارا نصیب نہ ہوتا، کمیونزم ایک نظریہ اور نظام حیات ہے، رواں صدی کے آخر تک یہ رخصت ہونے والا ہے، کچھ لوگ جمہوریت اور کچھ لوگ امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کو اس کی جگہ لینے کا باور کرا رہے ہیں

مگر مغرب کی لادین جمہوریت اور امریکی نیو ورلڈ آرڈر ہرگز اس کے خلا کو پر کرنے کے اہل نہیں. کیونکہ جمہوریت محض ایک طریق سیاست وحکومت ہے، نظام حیات اور نظریہ نہیں سیکولر جمہوریت یا تو سرمایہ داری کو مستحکم کرتی ہے یا پھر اس فسطائیت کو ابھارتی ہے جس کا تجربہ اٹلی کا مسولینی اور جرمنی میں ہٹلر کی صورت میں ہو چکا لہٰذا اگر عالم انسانیت کو ۲۱ ویں صدی میں امن و آشتی سے ہمکنار رکھنا مقصود ہے تو اس نظریاتی خلا کو (جو کمیونزم کے خاتمے سے پیدا ہوگا) مثبت نظام فکر جو نظام شریعت کے سوا دوسرا ہرگز نہیں ہو سکتا سے بدلنا ہوگا کیا دنیا بھر کی اسلامی انقلاب کی داعی قوتیں اور نظام شریعت کے نفاذ کی تحریکیں اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟ یہی ہمارا "آج" کا وہ بنیادی سوال ہے جس کا جواب ہمارے کل کی صورت گری کرے گا رواں صدی کے دوسرے عشرے میں عالم انسانیت کمیونزم کے اقتدار کی صورت میں سرمایہ داری کو مسترد کر دیا تھا نویں عشرے میں کمیونزم کو بھی مسترد کر دیا تھا اب آخری عشرے میں لامحالہ تیسرا نظام سامنے لایا جانا ہے. جس کی آزمائش اگلی صدی میں ہوگی اگر مسلمان بیدار مغزی اور دور اندیشی سے کام لیں تو نظام شریعت پوری دنیا کے لئے امن کی ضمانت بن سکتا ہے کہ وہ کل بھی آزمایا گیا اور آج بھی پوری دنیا کو اس کے چیلنج کا سامنا ہے. ہمیں عالم اسلام سے مایوسی نہیں مسلمان اپنے دین کی رو سے دنیا کے محتسب اور خدائی فوجدار ہیں. جس دن وہ بیدار ہونگے اور اپنا فرضِ منصبی انجام دیں گے تو وہ دن مشرق و مغرب کی قوموں کے لئے یوم حساب ہوگا ان کی خاکستر میں وہ چنگاری دبی ہوئی ہے جو کسی نہ کسی دن بھڑک کر جاہلیت کے خرمن کو جلا کر خاک کر دے گی

الحاد و دہریت، جبر و تشدد اور قتل و بہیمیت کے علمبردار اور کمیونزم کی شکست و ریخت اور سرمایہ داری کی تباہ کاری کے بعد اب کے حالات تو عالم اسلام کے لئے بڑے حوصلہ افزا ہیں"

ایشیا ویک کی ایک رپورٹ میں "مغرب میں اسلام کی خوفناک پیش قدمی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے کہ (۱) صدیوں قبل اسلام مغرب میں صلیبی جنگوں کے حوالے سے داخل ہوا تھا اور پھر نکل بھی گیا تھا لیکن اب اسلام مغرب میں عقیدہ کی تبدیلی، نقل مکانی اور پیدائش کے حوالے سے پیشقدمی کر رہا ہے. (۲) یورپ اور مغرب میں کمیونزم کا ہوا ختم ہونے کے بعد اسلام کا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ہے (۳) گذشتہ دو دہائیوں میں امریکی مسلمانوں کی تعداد میں دوگنا اضافہ ہوا۔

سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونزم کے ستائے ہوئے معاشروں میں اسلامی بیداری کی یہ لہر اسلام کی صداقت کی دلیل اور اسلامی انقلاب کی خواہاں قوتوں کے لئے کام کرنے کی پائیدار مہمیز بن سکتی ہے عالم اسلام کے پاس نظام شریعت کا پیغام ایک بڑا طاقت اور واضح اور روشن پیغام ہے جس سے زیادہ منصفانہ، بلند و برتر اور مبارک پیغام آج تک دنیا نے کسی کی زبان سے نہیں سنا انسانیت کی مشکل کا حل صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ عالمگیر قیادت اور زندگی کی جہازرانی ان مجرم اور انسانیت کے خون سے رنگین ہاتھوں (جنہوں نے انسانیت کے قافلہ کو غرق کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے) سے چھین کر ان امانت دار، فرض شناس، خداترس تجربہ کار ہاتھوں کی طرف منتقل کر دی جائے جو انسانیت کی جہازرانی کے لئے روز اول سے بنائے یا بنائے گئے ہیں. نتیجہ خیز اور کارآمد انقلاب صرف یہ ہے کہ دنیا کی رہنمائی اور انسانیت کی سربراہی جاہلیت کے کیمپ سے (جس میں برطانیہ امریکہ، روس اور ان کے حاشیہ بردار، مشرقی اور ایشیائی قومیں ہیں اور جن کی زمام قیادت مترفین اور اکابر مجرمین کے ہاتھوں میں ہے) منتقل کر کے اس امت کے ہاتھ میں دے دی

باقی ص ۴۶ پر

طنز و مزاح

مطیع اللہ عابدؔ
جامعہ پشاور

اپنی مرضی مسلط کرنیوالے کمیونزم بابا کی موت سے سبق سیکھیں

...... اور ستر سال سے زیادہ عمر گزارنے کے بعد کمیونزم بابا دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ یوں طویل عرصے تک زبردستی زندہ رکھے جانے والے باباجی آنجہانی ہو گئے۔ اس کا مرحوم ہونا تھا کہ سلطنتِ روسیہ کو بھی اپنی عظمت اور شوکت سے محروم ہونا پڑا۔ اس لئے اُسے مرحوم کہنا بے جا ہوگا۔

ویسے قاعدہ تو یوں ہے کہ لوگ مرنے والے کی کردہ ناکردہ نیکیوں کو گنتے ہیں اور خطاؤں پر پردہ ڈالتے ہیں لیکن کمیونزم بابا کا معاملہ کچھ ٹیڑھا ہے، کیونکہ موصوف کی زندگی کا کوئی ایسا رخ ہمیں دیکھنے کو نہیں ملتا جس پر کوئی معقول بلکہ نامعقول تبصرہ کیا جا سکے۔ اس کا کبھی بھی معقولیت اور عقل و شعور سے واسطہ نہیں پڑا۔

کسی زمانے میں جب ایک کمیونسٹ لیڈر نے سکول کے معائنے کے دوران ایک لڑکے سے پوچھا۔

"بیٹا! تمہیں کونسا نظام پسند ہے؟" لڑکے نے جواب دیا۔ "جناب! جمہوری نظام"۔ لیڈر نے استفسار کیا "پچھلے سال تو تم کمیونزم کو پسند کرتے تھے" لڑکے نے معصومیت سے کہا، "جناب ایک سال کے دوران میں کافی عقلمند جو ہوا ہوں"

۱۹ر اگست کا دن کمیونزم بابا کی طویل زندگی کا آخری دن تھا، ۲۰ اور ۲۱ر کو اُس کے نزع کے ایام تھے، کمیونسٹوں نے اپنے بابا کو نئی زندگی دلانے کے لئے گورباچوف کا دھڑن تختہ کرنا چاہا تھا لیکن کھیل کا پانسہ کچھ یوں پلٹا کہ خود ہی کمیونسٹوں کا کمیونزم سمیت دھڑن تختہ ہو گیا امریکہ کی مددیلستن کی شاملِ حال رہی اور گورباچوف واپس اپنی کرسئ گم گشتہ پر جلوہ افروز ہو گئے۔ لیکن آہ! گورباچوف کی اقتدار میں واپسی اور کمیونزم بابا کی اس جہان سے روانگی کے مراسم ایک ساتھ ادا ہوتے جس سرخ جھنڈے کو کمیونزم بابا نے سربلند رکھنے کے لئے پونِ صدی پر محیط اپنی زندگی برباد کر دی۔ وہی جھنڈا سرکاری اور اہم شخصیات کے لئے کفن کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ مگر خود کمیونزم بابا کو اس جھنڈے کا کفن نصیب نہ ہو سکا، اس کے مرتے ہی اس کے جھنڈے سے پہلے تو اس کے پسندیدہ اوزار یعنی درانتی اور ہتھوڑے کر چ کر ہٹا دیئے گئے اور پھر جھنڈے کی سُرخی کو تین رنگوں میں تبدیل کر دیا گیا، اور آنجہانی کمیونزم بابا کی لاش بغیر گور و کفن کے ماسکو کی شاہراہ پر بے یار و مددگار پڑی ہوئی ہے۔

آنجہانی کو آنجہانی ہوئے کافی دن گزر گئے لیکن اب تک اُس کے بیٹوں کو اتنی فرصت ہی نہیں ملی کہ اُس کو کہیں ٹھکانے لگا دے

عموماً ہوتا یوں ہے کہ جب کوئی بزرگ فوت ہو جائے تو اہل وعیال اُس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اظہار غم کرتے ہیں. لیکن اس معاملے میں بھی کمیونزم بابا کا معاملہ بالکل ہی اُلٹا نکلا. ایک طرف کمیونزم کی زبان تالو سے لگتی جا رہی تھی اور دوسری جانب اُس کے حواری پٹاخے چھوڑ رہے تھے۔ آتش بازیاں کر رہے تھے، جشن کا سا سماں بندھ گیا تھا، میت کا سن کر میت کے عزیز واقارب دور دراز کے مقامات سے بھی غم سے نڈھال ہو کر چلے آتے ہیں، لیکن کمیونزم بابا کی مُردنی کا سُن کر اُس کے چہیتے بیٹے بنام استونیا، لتھوانیا، آذر بائیجان لیٹویا، قازقستان، تاجکستان اور آرمینیا اُس کی سانس بند ہوتے ہی اپنا اپنا بوریا بستر اٹھا کر علیحدہ ہو گئے. اور کمیونزم بابا کی دیمک زدہ لاش گوربا چوف کے حوالے کر گئے. اب گوربا چوف کبھی اپنے سر کو پکڑتے ہیں اور کبھی کمیونزم بابا کے سر کو دونوں صورتوں میں پشیمانی اور شرمندگی سے اُس کا واسطہ پڑتا ہے

وہ کسی شاعر کا مصرعہ ہے کہ

؎ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آنجہانی کمیونزم بابا بھی گزشتہ ستر سال سے سوویت پارلیمنٹ کے تکیہ پر کندھا لگائے نیم دراز تھے. لیکن جب روس پر معاشی لحاظ سے اور کمیونزم بابا پر جسمانی طور پر بُرا حال آیا تو خود سوویت پارلیمنٹ نے کمیونسٹ پارٹی کو توڑنے کے حق میں فیصلہ دے دیا. کمیونسٹ پارٹی کیا ٹوٹی. کہ روس میں ٹوٹ پھوٹ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا، ایک طرف مارکس کا مجسمہ ٹوٹ رہا ہے دوسری جانب لینن کا سر پھوڑا جا رہا ہے، جس ہتھوڑے کو کمیونزم بابا نے اپنے پیروکاروں کو اس غرض سے عطا کیا تھا کہ اس سے ہر مخالف سامراج کا سر ٹکڑے ٹکڑے کریں. سامراج کا سر تو اس ہتھوڑے سے ریزہ ریزہ نہ ہو سکا البتہ اس سے دیوار برلن توڑ دی گئی. بغاوت کے دنوں میں روسی ٹینکوں پر ضرب لگے اور لینن و مارکس کے مجسمے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے

آنجہانی کمیونزم کی کمر کیا ٹوٹی کہ ہمارے کمیونسٹ بھائی بندوں کے دل بھی ریزہ ریزہ ہو گئے. یہاں پر موجود نام نہاد ترقی پسند کامریڈ دوستوں نے بغاوت کے دو دنوں کے دوران جو ہلا گلا مچا رکھا تھا اب وہ منہ چھپانے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں، کٹر قسم کے کمیونسٹ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا؟" اور سننے والے سوال کے جواب میں سر جھکا رہے ہیں. شاید گریبان میں جھانکنے کے لئے ان بیچارے سرخوں کو اتنے طویل عرصے کے دوران گریبان میں جھانکنے کی فرصت ہی نہیں ملی تھی اب فرصت ملی ہے تو گریبان ہی نہیں رہا ہے.

جو بڑے بڑے لیڈر ہیں وہ اپنے کارکنوں سے پس پردہ گفتگو کرنے لگے ہیں اور دل کا حال اُس گیت میں بیان کرتے ہیں.

پردے میں رہنے دو. پردہ نہ اُٹھاؤ
پردہ جو اُٹھ گیا. تو بھید کھل جائے گا

بھید تو اِن سرخوں کا اُس وقت کھل گیا تھا کہ جب اُن کے تمام تر دعوؤں اور پروپیگنڈوں کے باوجود روس کو افغانستان سے الٹے پاؤں بھاگنا پڑا تھا. وہ بھی ایک زمانہ تھا جب ہمارے پشتون کامریڈ صاحبان اپنی تقریروں میں عوام الناس کو یہ نوید سناتے کہ آج ہے کہ کل کمیونزم بابا اپنی تمام تر جولانیوں اور شادیانوں کے ساتھ ہماری دھرتی پر قدم رنجہ فرمانے والے ہیں، لیکن افغانستان میں افغان مجاہدین نے کمیونزم بابا کو وہ اڑنگی لگائی کہ وہ بوڑھا بابا منہ کے بل نیچے آرہا. اور جو بھی اُسے سہارا دینے کے لئے آگے بڑھتا وہ بھی افغان مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں کی زد میں آجاتا.

کمیونزم بابا کو اُس کے فرزند ناخلف المرشید آنجہانی برزنیف نے افغانستان

کی راہ دکھائی تھی۔ لیکن بہ زنیف کی تو مت ماری گئی تھی اور ساتھ کمیونزم بابا کے برے دن آئے تھے کہ وہ افغانستان کی طرف آنکلا تھا۔

اب جب ہم اپنے کامریڈ ہم عصروں سے ملتے ہیں اور روس کی تازہ صورتحال پر بات کرنے کو کہتے ہیں تو وہ بے چارے پژمردہ اور افسردہ انداز میں ایک ماتمی آہ بھرتے ہوئے خلاؤں میں گھورنے لگتے ہیں اُن کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص دوسرے شخص کے پیچھے دور تک سفر کرتا ہے۔ اس سفر میں اپنی زندگی جوانی اور ایمان کو صرف کر دیتا ہے اور جب وہ اُس کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اور اُسے نزدیک سے دیکھ لیتا ہے تو اپنے آپ سے کہتا ہے "اوہ! یہ تو وہ نہیں ہے!!"

لیکن وہ خود اتنی دور نکل چکا ہوتا ہے کہ نہ آگے جا سکتا ہے اور نہ پیچھے لوٹ سکتا ہے۔ یعنی نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

اب تو وہی بات ہے کہ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئی کھیت۔

یہ تو سُنا تھا کہ لاش اگر بغیر کفن دفن کے کسی جگہ پر بہت عرصے تک پڑی رہے تو وہ اتنی بدبودار ہو جاتی ہے کہ کوئی اس کے نزدیک نہیں پھٹکتا۔ لیکن کمیونزم بابا اپنی رحلت سے بیشتر ہی اتنے بدبودار ہو گئے تھے۔ گویا پیدائش سے اب تک نہاتے ہی نہ ہو، اس گندے نظام سے اُس کی زندگی ہی میں کئی ممالک نے جان چھڑائی۔ اور جب بوسیدہ اور عمر رسیدہ کمیونزم بابا کا انتقال پر ملال ہو گیا۔ تو اُس کے تین بیٹوں نے راہِ فرار اختیار کر کے علیحدہ گھر استونیا، لیتھونیا اور لیتویا کے نام سے آباد کر لئے۔ اور اُدھر جب روسی عوام کو یہ خوشخبری ملی کہ کھوسٹ کمیونزم بابا اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا، تو انہوں نے پہلے تو سجدہ شکر ادا کیا اور

پھر کمیونزم بابا کے چہیتوں مارکس اور لینن کے مجسموں کو سربسجود کر دیا۔ جن بانیوں کا مسلط کردہ کمیونسٹ نظام طویل عرصے تک روسی عوام کے سروں پر تلوار کی طرح لٹکتا رہا۔ آج اُنہی بانیوں کے دیوہیکل مجسمے اُلٹے لٹک رہے ہیں اور دیدہ عبرت نگاہ بنے ہوئے ہیں۔

کمیونزم بابا کی زندگی اتنی طویل ہو گئی کہ جن لوگوں نے اُسے تخلیق کیا تھا وہ بھی کب کے اپنے خالق حقیقی سے شرمندگی کی حالت میں جا ملے ہیں اور اُن کے پوتے پڑپوتے کمیونزم بابا کے آخری ڈراپ سین دیکھنے کے لئے موجود ہیں۔ لیکن پوتوں پڑپوتوں نے اپنے آباؤ اجداد کے زمانے کے لیڈروں کے مجسموں سے کوئی اچھا سلوک نہ کیا۔ بلکہ اُنہیں چوکوں سے نکال کر پارکوں میں رکھا دیا اور پھر اُن کے سروں پر چڑھنے اترنے لگے۔ اور جو نشہ ان لیڈروں کے سروں کو چڑھا ہوا تھا وہ آخر کار اس طرح اُترا۔ واقعی کہ نشہ چڑھتا جتنا جلدی ہے اُسے اترنے میں بھی اتنا زیادہ وقت نہیں لگتا، چلو خیر ہے، کمیونزم کے ان بانیوں کا آج کے روسی بچوں کو کوئی فائدہ تو پہنچا خواہ وہ کھیل کود کے سامان کے طور پر اُن کے مجسموں کا استعمال ہی کیوں نہ ہو۔

اب جبکہ کمیونزم بابا کو مرے ہوئے مہینہ دو مہینے ہونے کو آئے ہیں اور گورباچوف صاحب ابھی تک اپنے بابا کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لئے فارغ نہیں اور اوپر سے یلسین آزادی اور جمہوریت کا شور مچا کر گورباچوف صاحب کے اوسان خطا کر رہے ہیں جو پہلے ہی تین روزہ بغاوت سے ابتر ہیں، اوپر سے امریکہ نے روس کو نجیب حکومت کی امداد کرنے پر اگلے تین ماہ کے لئے مجبور کر دیا ہے ورنہ گورباچوف سے تو نجیب کی تین ہفتے امداد بھی ممکن نہیں کیونکہ ننگی پہنے گی کیا اور نچوڑے گی کیا؟۔ اُسے تو خود اپنی جان اور بابا جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں، گورباچوف کو ایک طرف اپنے کمیونزم بابا کی بعد از وقت موت

باقی صفحہ ۴۶ پر

کمیونزم کی ناکامی

موجودہ صدی کی دوسری دہائی میں جس طرح کمیونزم کا ظہور اور اس کی بنیاد پر سوویت یونین میں بالشویک انقلاب عہد حاضر کی تاریخ کا نہایت اہم واقعہ تھا اسی طرح رواں صدی کی آخری دہائی میں کمیونزم کی مکمل ناکامی اور سوویت یونین میں خود کمیونسٹ پارٹی کے لیڈروں کے ہاتھوں اس کی تدفین بھی تاریخ انسانی کا بہت بڑا واقعہ ہے جس کے اثرات پوری دنیا پر ظاہر ہوں گے۔ اور ایشیا، افریقہ، لاطینی امریکہ اور یورپ کے وہ تمام معاشرے متاثر ہوں گے جو کسی نہ کسی صورت میں کمیونزم یا سوشلزم سے فکری رہنمائی حاصل کر رہے تھے۔ کمیونزم کی عبرتناک پسپائی کے بعد دنیا کے نقشے پر بہت بڑی تبدیلی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ سب سے بڑی تبدیلی تو خود سوویت یونین میں آ رہی ہے۔ جہاں تمام ریاستیں ایک ایک کر کے اپنی آزادی و خود مختاری کا اعلان کر رہی ہیں اور وہ سوویت امپائر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے جس نے نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے تک پوری دنیا پر اپنی ہیبت طاری کر رکھی تھی۔ یورپ میں تو جغرافیائی تبدیلی آ ہی چکی ہے ایشیا اور افریقہ کے جغرافیائی نقشے بھی تبدیل ہوں گے۔ عین ممکن ہے کہ خود امریکہ بھی اس کی زد میں آ جائے اور جس "نئے عالمی نظام" کا وہ خواب دیکھ رہا ہے خود اس کے لیے ڈراؤنا ثابت ہو۔

بہرکیف یہ تبدیلیاں تو ابھی پردہ غیب میں ہیں جن کی رفتار حالات و واقعات کے حوالے سے تیز بھی ہو سکتی ہے اور سست بھی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آخر کمیونزم کیوں ناکام ہوا۔ کمیونزم کی حد درجہ فعالیت اور انسانی سماج پر اس کے حیرت انگیز اثرات سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ کارل مارکس کے اقتصادی نظریئے نے جب باقاعدہ ایک تحریک کی صورت اختیار کی اور اس تحریک نے یورپ سے نکل کر روس کو اپنا مرکز بنایا تو یہ وہ زمانہ تھا جب پورا انسانی معاشرہ انتہائی سخت گیر ظالمانہ نظام میں جکڑا ہوا تھا۔ یورپ کے صنعتی انقلاب نے انسانی محنت کی جگہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بالادستی قائم کر دی تھی سرمائے کو معاشرتی انصاف میں فیصلہ کن قوت حاصل ہو گئی تھی۔ مذہب زندگی کے معاملات سے پسپا ہو گیا تھا اور کوئی طاقت در نظریہ ایسا نہ تھا جو ظلم اور ناانصافی کے مقابلے میں آہنی دیوار بن کر کھڑا ہو سکے۔

اسلام کو اس وقت کمیونزم اور مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں ایک انقلاب آفریں نظریئے اور تحریک کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام میں یہ قوت موجود ہے اور وہ انسانی فلاح کا ایک جامع پروگرام اپنے اندر رکھتا ہے۔ لیکن جب کمیونزم نے سرمایہ دارانہ نظام سے ٹکر لی اور ان استعماری قوتوں کو للکارا جو انسانیت کا خون چوس رہی تھیں تو اس وقت خود اسلام ایک

آزمائش میں گرفتار تھا اور اس کے ماننے والوں پر نہایت برا وقت آیا ہوا تھا۔ کم وبیش تمام اسلامی سلطنتیں مغربی استعمار کی زد میں تھیں۔ اسلامی تہذیب زوال کا شکار تھی اور مسلمان نظریاتی طور پر پسپا ہو چکے تھے۔ یقیناً اس وقت بھی اسلام اپنی بھرپور نظریاتی قوت کے ساتھ موجود تھا۔ لیکن مسلمانوں کے اندر اس کا پرچم اٹھا کر نکلنے اور استعماری قوتوں سے ٹکرانے والا کوئی نہ تھا۔ یہ کارنامہ آج سے ستر سال پہلے کمیونزم نے انجام دیا۔ وہ پوری قوت کے ساتھ مغربی استعمار اور اس کے ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام سے ٹکرایا اور ایسا ٹکرایا کہ اسے پاش پاش کر دیا۔ اس نے صرف سوویت یونین میں ہی اپنے جھنڈے نہیں گاڑے یورپ، ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں بھی مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف انقلاب کی قیادت کی اور فتح کے پھریرے لہرائے۔ سوویت یونین میں کمیونسٹ انقلاب کے بعد اس کے ادیبوں اور دانشوروں نے پوری دنیا کے اہل دانش کو متاثر کیا اور گورکی، ٹالسٹائی اور چیخوف جیسے ادیبوں نے عالمی ادب کی ہیئت تبدیل کر کے رکھ دی۔ صرف اردو کے شعری اور نثری لٹریچر پر ایک نظر ڈالی جائے تو اس پر اشتراکیت کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں۔ اس زمانے میں کمیونزم یعنی اشتراکیت کو ترقی پسند سوچ کا ہم معنی قرار دے دیا گیا تھا اور برصغیر میں ابھرنے والی ترقی پسند تحریک، اشتراکیت کی علمبردار قرار پائی تھی، اس تحریک نے اردو لٹریچر کا دامن انتہائی جاندار اور فکر انگیز تخلیقات سے مالا مال کر دیا۔

برصغیر میں اشتراکیت کی اثر پذیری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال جیسا اسلامی مفکر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ انہوں نے اپنے کلام میں کارل مارکس اور لینن کو خراج عقیدت پیش کیا۔ لیکن ان کی اصابت فکر نے اسلام میں ہی پناہ ڈھونڈی اور انہوں نے اسلامی افکار کی تشکیل نو کے ذریعے انسانی مسائل کا حل ڈھونڈنے پر زور دیا۔ مولانا حسرت موہانی جیسا درویش صفت مسلمان ادیب، شاعر اور سیاست دان بھی کمیونزم کی فعالیت کو قبول کئے بغیر نہ رہا۔ ممتاز عالم دین مولانا عبید اللہ سندھی لینن سے ملنے خود ماسکو گئے اور کمیونزم کا اثر قبول کر کے واپس لوٹے۔

علمائے دیوبند میں سے اکثر نے بائیں بازو کی تحریکوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی جو عملاً کمیونزم کی علمبردار تھیں، ریشمی رومال کی تحریک ہو، خاکسار تحریک ہو یا سرفروش تحریک ان سب کمیونزم کا اثر نمایاں تھا۔ کمیونزم نے ہر سوچنے سمجھنے والے انسان کو متاثر کیا اسے ظالمانہ سماج رویوں کے خلاف بغاوت پر اکسایا اور اس کے اندر استحصال کے خلاف بغاوت قوت مزاحمت پیدا کی۔ کمیونزم نے نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے تک پوری دنیا کو مسحور کئے رکھا اور دنیا کے ہر خطے میں اس کی چاپ سنائی دی، صرف دو دہائی ......

پہلے تک کم وبیش تمام عالمی تنظیموں پر اس کا اثر نمایاں تھا۔ یوگوسلاویہ کے مارشل ٹیٹو مصر کے جمال عبد الناصر بھارت کے پنڈت جواہر لعل نہرو اور انڈونیشیا کے سوئیکارنو کی برپا کردہ غیر وابستہ تحریک کو درحقیقت کمیونزم ہی کی فکری رہنمائی حاصل تھی اور سوویت یونین ہی ان کا سرخیل تھا جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک بھی سوویت یونین کی نظریاتی قیادت کو تسلیم کرتے تھے افریقہ میں بھی کمیونزم تیزی سے پھیل رہا تھا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے کمیونزم کی فلک بوس عمارت کا اچانک ڈھے جانا اور خود سوویت یونین میں اس کا ریزہ ریزہ ہو جانا ایک ایسا سوال ہے جو یقیناً اپنا جواب چاہتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کمیونزم خود اپنے داخلی تضادات کا شکار ہو کر رہ گیا۔ اس نے جس غیر طبقاتی نظام اور عادلانہ معاشرے کا تصور دیا اس کے علمبرداروں نے اپنے طرز عمل سے اس کی کلیتاً نفی کر دی، کمیونزم کے پیروکار جہاں جہاں بھی حکومت اور اقتدار پر قابض ہوتے، ایک استحصالی طبقہ بن بیٹھے انہوں نے تمام وسائل حیات کو اپنے قبضے میں لے لیا اور انسانی معاشرے کو حکومتی جبر کا شکار بنا ڈالا انہوں نے لوگوں

کی شخصی آزادی چھین لی۔ انہیں تحریر و تقریر اور اجتماع کے حق سے محروم کر دیا حد یہ کہ وہ لوگوں کے مذہبی اعتقادات پر بھی حملہ آور ہوتے مذہب کو کیمونزم کا حریف قرار دے کر انہوں نے اسے انسانی زندگی سے خارج کرنے کی انتہائی احمقانہ کوشش کی۔ خدا، رسولؐ اور الہامی کتابوں سے انکار کو انہوں نے ترقی پسندی اور کیمونزم کی نظریاتی اساس قرار دیا حالانکہ خود کارل مارکس کے اقتصادی فلسفے میں اس کی گنجائش نہ تھی یہ ساری باتیں انسانی فطرت اور جبلت کے خلاف تھیں کیمونزم کے زیر اثر آکر انسانی معاشرہ ایک جبریت اور داخلی کرب کا شکار ہو گیا جس میں لوگوں کا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ وہ ایک ایسے پرندے کی مانند ہو گئے تھے جسے پنجرے میں مقید کر دیا گیا ہو اور اسے دو وقت دانہ پانی ڈال دیا جاتا ہو روٹی کپڑا اور مکان یقیناً انسان کی بنیادی ضرورت تھی لیکن وہ اس کے لئے اپنی آزادی سے ہاتھ دھونے کو تیار نہ تھا۔ وہ پورے شعور اور ادراک اور وقار کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا تھا وہ روحانی سکون کا بھی متلاشی تھا اور سماجی آسائش کا بھی اسے خدا بھی عزیز تھا اور خدا کی دنیا بھی کیمونزم کا المیہ یہ ہے کہ اس نے انسانی فطرت کو سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی۔ وہ اپنے آپ کو بوقلموں انسانی رویوں سے ہم آہنگ نہ کر سکا اور نہ اس کے علمبرداروں نے اس جمود کو توڑنے کی کوشش کی جو کیمونزم نے انسانی معاشرے پر مسلط کر دیا تھا۔ اس کے برعکس مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام نے اپنی تمام تر خرابیوں کے باوجود اس بات کی کوشش کی کہ وہ مزید نہ پسپا ہونے پائے۔ کیمونزم نے اچانک حملہ کر کے جو علاقے اس سے چھین لئے تھے وہ ان میں نقب زنی کی کوشش کرتا رہا اور جو خطے اس کی سلطنت میں شامل تھے انہیں اس نے انسانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ پرکشش بنانے کی کوشش کی ایک مغربی مفکر نے کہا تھا کہ ہم یورپ میں کیمونزم کو داخل ہونے سے اسی وقت تک روک سکتے ہیں جب لوگوں کو مادی آسائش کے ساتھ انہیں زیادہ سے زیادہ شخصی آزادی بھی دیں اس نظریے پر پوری مستعدی سے عمل کیا گیا امریکہ اور یورپ میں انسانی حقوق جمہوریت اور شخصی آزادی کو ایمان کا درجہ دیا گیا اور اس بات کی کوشش کی گئی کہ انسانوں پر انسانوں کے استحصال کو کم سے کم کیا جائے یہ کیمونزم اور سرمایہ دارانہ نظام کے درمیان ایک فیصلہ کن معرکہ تھا جس میں موخر الذکر کو کامیابی حاصل ہو گئی اور کیمونسٹ

حکمران خود اپنے ہی بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئے۔ وہ وقت کے تیور پہچاننے اور انسانوں کی نفسیات کو سمجھنے کی بجائے دو اور دو چار کے اس فارمولے پر اڑے رہے جو کیمونزم نے ابتدا میں انہیں دے دیا تھا۔ کیمونزم کا بنیادی فلسفہ تو لوگوں کو معاشی استحصال سے نجات دلانا اور معاشرے کو اقتصادی خوشحالی سے ہمکنار کرنا تھا۔

لیکن حکومتی جبر نے لوگوں کے قویٰ مضمحل کر دیئے سوویت یونین جو بالشویک انقلاب سے پہلے غلہ پیدا کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک تھا اب اس کے کھیتوں میں فصلوں کی بجائے بھوک اگنے لگی اور اسے غلے کے لئے بار بار امریکہ کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑا کارخانوں کی پیداواری صلاحیت سکڑ گئی اور مصنوعات کا معیار گر گیا یہ صورت حال اندر ہی اندر سوویت معیشت کو دیمک کی طرح چاٹتی رہی گوربا چوف آئے تو انہوں نے حالات کا ادراک کرتے ہوئے تبدیلی لانے کی کوشش کی لیکن وقت گزر چکا تھا کیمونزم کی پوری عمارت دیمک زدہ تھی ہاتھ لگتے ہی دھڑام سے نیچے آگری۔

کیمونزم کے خاتمے نے عالمی سطح پر ایک ایسا خلا پیدا کر دیا ہے کہ جو اگر نہ پر کیا گیا تو امریکہ اور مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام ایک نئے عفریت کی صورت اختیار کر لے گا اور چھوٹی قومیں اس کے شکنجے میں کراہنے لگیں گی امریکہ تو ابھی سے نیو ورلڈ آرڈر کی آوازے لگا رہا ہے جس کا مقصد تیسری دنیا کے ملکوں کو اپنے اشارے پر نچانے اور ان کے وسائل پر قبضہ کرنا ہے۔ خلیج

ہیں صدام حسین نے اسے کیمونزم کے انہدام سے پہلے ہی یہ موقع فراہم کر دیا تھا اور اب سوویت یونین کی طاقت بکھرنے کے بعد اس کے لئے بالکل ہی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ ایسے میں اگر کوئی طاقت اسے للکار سکتی اور اس کی راہ کا کانٹے بچھا سکتی ہے تو وہ صرف اسلام کی طاقت ہے اسلام درحقیقت شرف انسانی کا نظریہ ہے جو انسانوں کو ہر قسم کے ظلم، استحصال، ناانصافی اور بے راہ روی سے نجات دلا کر مقام بلند پر فائز کرتا ہے وہ اگرچہ غیر طبقاتی نظام کا تو قائل نہیں لیکن بے رحمانہ طبقاتی عدم مساوات کی بھی نفی کرتا ہے اور معاشرے کو عدل و احسان کی بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔ اسلام کو عصر حاضر میں ایک کارفرما قوت بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی افکار کی تشکیل نو پر توجہ دی جائے اور اسے عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے مسلمان ممالک کے اشتراکی ادیبوں اور دانشوروں کو نئے سرے سے اپنی نظریاتی وابستگی پر غور کرنا ہوگا۔ وہ سماجی انصاف اور جمہوری آزادیوں کے علمبردار رہے ہیں انہوں نے وہ سختیاں نہیں جھیلیں جو کمیونسٹ معاشرے کے دانشور جھیل چکے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ وہ ابھی تک اشتراکیت کے معاملے میں جذباتیت کا شکار ہوں لیکن اب انہیں خوابوں کی دنیا سے نکل کر حقائق کی دنیا میں آنا ہوگا اور اسلامی قوتوں کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا ہوگی جس کے ذریعے عالم اسلام کو بھی امریکہ کی چیرہ دستی سے بچایا جا سکتا ہے اور بحیثیت مجموعی پوری انسانیت کو بھی۔

بقیہ کمیونزم

کا صدمہ ہے اور دوسری طرف امریکہ کی ناراضگی کا خدشہ، اب وہ جائے تو کدھر اور کرے تو کیا ؟ ؟

دوسری جانب مسمی نجیب اللہ کو کھلی سی ہو گئی ہے۔ وہ ایک خلجان میں مبتلا ہے یلسن الگ دور سے اُس کے لئے دانت پیس رہا ہے۔ اب رہی سہی کسر نکالنے کے لئے افغان مجاہدین کابل پر آخری اور کامیاب حملہ کرنے والے ہیں، امریکہ اُسے یقین دلا رہا ہے کہ فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں، اقوام متحدہ تمہارے ساتھ ہے، لیکن نجیب کو پریشانی میں کسی بات پر یقین نہیں آ رہا ہے، اُسے تو اپنی آئندہ زندگی کی بہتری کا بھی یقین نہیں اور امریکہ تو خود بے یقینی کی حالت میں اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، جس کے لئے پیریز ڈی کوئیار کو مامور کر دیا گیا ہے، لیکن یہ حقیقت شاید کسی کو بھی معلوم نہیں کہ افغانستان کا وہی حل صحیح اور قابلِ قبول ہوگا جسے افغان عوام تسلیم کریں گے زبردستی کے کام کرنے والے کمیونزم بابا کے عبرت ناک موت سے سبق حاصل کر لیں، ورنہ خود دوسروں کے لئے سبق آموز بن جائیں گے۔

بقیہ:۔ نیو ورلڈ آرڈر

جائے جس کی قیادت انسانیت کے معمارِ اعظم رحمتِ دو عالم، سیدِ اولادِ آدمؑ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم، کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس دنیا کی تعمیرِ نو اور نشاۃ ثانیہ کے لئے محکم اور واضح اصول و تعلیمات رکھتے ہیں، جن کی تعلیمات اور نظام حیات نے زندگی کا دھارا اور دنیا کی سمت بدل دی تھی، جنہوں نے ہمہ گیر اللہ پرستی اور خود شناسی، دینی رشتوں کی استواری، مقاصد کے اتحاد، اور صلح و محبت کا پیغام دے کر دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دیا تھا آج بھی وہی راستہ نجات کا ہے، جس کے ذریعے پوری دنیائے انسانیت کو بہیمیت کی زندگی اور اخلاقی پستی سے اٹھا کر روحانی اور اخلاقی ترقی کی انتہائی بلندیوں پر پہنچایا جا سکتا ہے، انسانی جوہر و کمالات، علم و ہنر ذہانت، طبیعت کی جولانی، فوجی طاقت اور اسلحہ کی فراوانی جو بے محل صرف ہو رہی ہیں کو صحیح رخ پر لا کر دنیا کو حقیقی ترقی دی جا سکتی ہے

جہاد ایک عظیم الشان سنت

امام ابنِ قیمؒ

جہاد چونکہ اسلام کا ایک اعلیٰ اور عظیم الشان مسئلہ ہے اور مجاہدین جنت میں بلند تر مقامات پر فائز ہوں گے۔ جیسا کہ انہیں دنیا میں رفعت کی خوشخبری دی گئی تو گویا یہ لوگ دنیا و آخرت میں ہر جگہ ہی بلند حیثیت کے مالک ہوں گے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سلسلہ میں ایک بلند تر مقام پر فائز تھے چنانچہ آپؐ نے جہاد کی ہر قسم میں حصہ لیا۔ آپؐ نے اللہ کے راستے میں دل و دماغ، دعوت و تقریر، شمشیر و پیکاں، غرض ہر چیز سے جہاد کیا اور آپؐ کے تمام اوقات قلب و زبان اور ہاتھ سے جہاد کرنے میں مصروف تھے اور آپؐ تمام جہانوں سے زیادہ ذاکر اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قابلِ قدر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث کرتے ہی جہاد کا حکم دیا اور فرمایا،

ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیراً فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جھاداً کبیراً ؛

یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے۔ پس کافروں کی اطاعت مت کرو اور ان کے ساتھ خوب جہاد کرو۔

یہ سورہ مکی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ دلیل، تقریر اور قرآن کی پیغام رسانی کے ذریعہ جہاد کا حکم دیا۔ اسی طرح منافقین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا کہ انہیں دلیل دی جائے ورنہ اسلام کے غلبہ کے سامنے ذلیل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم و مأواھم جھنم وبئس المصیرہ

یعنی اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا انجام جہنم ہے اور یہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔"

اس لئے کفار کی نسبت منافقین کے ساتھ زیادہ شدت کے ساتھ جہاد کا حکم ہے۔ کیونکہ (منافقین) کے ساتھ جہاد گویا دین کے حامی اس میں شریک اور معاون کے ساتھ جہاد ہے چاہے یہ کم تعداد میں ہوں، لیکن ان کا خطرہ زیادہ ہے۔

نیز افضل جہاد یہ ہے کہ سخت ترین مقابلہ کے موقع پر حق بات کہی جائے جیسے کہ جابر حکومت کے سامنے زبان کھولنا جب کہ اس سے ایذا ہی کا خطرہ بھی ہو۔ اس قسم کے جہاد میں رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کافی حصہ ہوتا ہے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

تو اس سلسلہ میں کامل اور مکمل ترین مجاہد
تھے

نیز اللہ کے اعداء کے مقابلہ میں کیا جانے
والا خارجی جہاد بندے کے داخلی جہاد
کی فرع اور شاخ ہے۔ جیسے نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجاہد وہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی کی خاطر اپنی ذات
سے جہاد کیا اور مہاجر وہ ہے
جس نے ان باتوں کو چھوڑ دیا
جنہیں اللہ نے منع کیا ہے۔

تو ظاہر ہے کہ جہاد بالنفس، باہر کے
جہاد سے افضل ہے یہ دونوں دشمن ہیں
تو بندے کو ان دونوں سے جہاد کرنے
کا مکلف کر دیا گیا۔ ان کے علاوہ ایک
تیسرا دشمن بھی سامنے کھڑا ہے۔ اس
سے جہاد کئے بغیر ان دونوں کا مقابلہ
کرنا محال ہے اور وہ تیسرا بندے کو ان
دونوں کا مقابلہ کرنے سے باز رکھنے اور
اسے کمزور کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے
اور ان دونوں کے مقابلہ کے موقع پر بندے
کو مشقتوں، عیش کے ختم کر دینے، لذات
و شہوات کے فوت ہو جانے کا تخیل پیش
کرتا رہتا ہے۔ اس لئے اس سے مقابلہ کئے
بغیر ان دونوں سے مقابلہ کرنا بہت ہی
دشوار بن جاتا ہے۔ گویا اس سے جہاد
کرنا ان دونوں کے ساتھ جہاد کی جڑ ہے

اور یہ (تیسری طاقت) شیطان ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الشیطان لکم عدوٌ
فاتخذوہ عدوًّا ط

یعنی۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن
ہے۔ اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔

چنانچہ اسے دشمن سمجھنے کا حکم اس
بات کا اشارہ ہے کہ اس سے جنگ کرنے
اور مقابلہ کرنے کے لئے پوری وسعت اور
ہمت سے کام لینا چاہیئے، گویا ایسا دشمن
ہے کہ بندے سے جنگ کرنے میں قطعًا
سست نہیں پڑتا اور نہ کوتاہی برتتا ہے
اس طرح یہ تین دشمن ہیں جن سے بندے
کو جنگ کرنے اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے
اس دنیا میں بندہ ان سے مقابلہ کا مکلف
بنا دیا گیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب
سے اس پر ایک طرح کا امتحان و
آزمائش ہے۔ چنانچہ جو لوگ اس امتحان
میں کامیاب رہے اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا
کہ وہ ان میں سے پرہیزگاروں، احسان
کرنے والوں، صبر کرنے والوں اور ایمان
والوں کے ساتھ ہے اور مومن جب اپنا
دفاع نہیں کر سکتے تو اللہ اپنے مومن بندوں
کا خود دفاع کرتا ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی
نصرت سے ہی دشمنوں پر ظفریابی حاصل
کرتے ہیں اور اگر وہ ان کی مدافعت نہ کرتا
تو دشمن انہیں اچک لیتے یہ مدافعت ان
کے ایمان و یقین کے مطابق ہوتی ہے اگر
ایمان قوی ہوگا تو مدافعت بھی قوی ہوگی
اس لئے جو بھلائی پالے اسے چاہیئے کہ اللہ
کی حمد کرے اور جو تکلیف دیکھے وہ صرف
اپنے آپ کو ملامت کرے، جس طرح اللہ
تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس سے اس قدر ڈرو
جتنا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ
جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اور
ڈرنے اور پرہیزگاری کا حق یہ ہے کہ اس کی
اطاعت کرے، نافرمانی نہ کرے اس کا ذکر
کرے اسے فراموش نہ کرے اور شکر کرے
کفر نہ کرے، اسی طرح جہاد کا حق یہ ہے
کہ اپنے آپ سے جہاد کرے تاکہ اس کا
قلب و زبان اور تمام جوارح اللہ تعالیٰ کے
فرمانبردار ہو جائیں اور وہ بالکل ہی اللہ
کا بن جائے اور اپنی ذات کا نہ رہے اور
شیطان کے وعدوں کی تکذیب، اس کے
حکم کی نافرمانی اور اس کی ممانعت کی مخالفت
کرکے شیطان کا مقابلہ کرے، کیونکہ وہ جھوٹی
امیدیں دلاتا اور غلط تمنائیں دکھاتا ہے، محتاجی
سے ڈراتا اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے، پرہیزگاری
ہدایت، عفت، صبر اور تمام ایمانی اخلاقیات
سے منع کرتا ہے اس لئے اس کے وعدوں کی
تکذیب اور اس کے حکم کی نافرمانی کرکے اس کا
مقابلہ کرو۔ اس طرح ان جہادوں کے ذریعہ
ایک قوت و سطوت پیدا ہو جائے گی جس
کے ذریعہ خارج میں بھی اللہ کے دشمنوں کا

قلب و زبان، ہاتھ اور مال سے مقابلہ کیا جا سکے گا۔ تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے

جہاد کے چار مراتب ہیں:

(۱) جہاد النفس ۔
(۲) جہاد الشیطان
(۳) جہاد الکفار اور
(۴) جہاد المنافقین

جہاد النفس کی بھی چار اقسام ہیں:-

۱۔ ایک یہ کہ ہدایت اور دینِ حق کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش (جہاد) کرے کیونکہ اس کے بغیر دنیا و آخرت میں نہ فلاح ہے اور نہ سعادت اور اگر یہ چھن گیا تو دارین کی بدبختی مسلط ہو گئی

۲۔ دوسرے یہ کہ علم کے بعد عمل کے ذریعہ جہاد کرے۔ ورنہ عمل کے بغیر محض علم اگر مضر نہیں تو فائدہ بھی نہ دے گا۔

۳۔ تیسرے یہ کہ جو علم کو نہیں جانتے انہیں سکھائے۔ ورنہ ان میں سے ہو جائے گا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت اور بینات کو چھپاتے ہیں۔ اور اس کا علم اسے نفع نہ دے گا۔ اور نہ اسے اللہ کے عذاب سے چھڑائے گا۔

۴۔ چوتھے یہ کہ اللہ کے دین کی دعوت پر تکالیف اور مخلوقات کی جانب سے آمدہ ایذاؤں پر صبر کرنے کی کوشش (جہاد) کرے اور محض اللہ کی رضا کے لئے یہ سب کچھ برداشت کرے۔

جب یہ چاروں مراتب حاصل ہو گئے تو وہ ربانیین میں سے ہو گیا کیونکہ سلف کا اس بات پر اجماع ہے کہ عالم اس وقت تک عالم ربانی نہیں بن سکتا جب تک حق کو نہ پہچان لے۔ اس پر عمل نہ کرے اور دوسروں کو بھی نہ سکھائے اس لئے جس نے علم حاصل کیا، تعلیم دی اور اس پر عمل کیا اسے آسمانوں کی سلطنت میں مردِ عظیم سمجھا جائیگا۔

شیطان سے جہاد کے دو مراتب ہیں

ایک ان شکوک و شبہات کو دور کرنا جو وہ انسان کے دل میں ڈالتا ہے اور جن سے ایمان میں نقص واقع ہو جاتا ہے، دوسرے ان ارادوں اور شہوات کو اپنے آپ سے ہٹانا جو وہ انسان کے دل میں ڈالتا ہے۔

پہلی نوع کے جہاد کے بعد یقین کامل ہوتا ہے اور دوسرے کے بعد صبر حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وجعلنا منهم ائمّة
يهدون بامرنا لمّا
صبروا وكانوا بآياتنا
يوقنون ط

یعنی۔ اور ہم نے ان میں سے امام و پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے ہیں جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے ہیں"

اسی طرح آپؐ نے بتایا کہ صرف صبر اور یقین کے ذریعہ اقامتِ دین حاصل ہو سکتی ہے، صبر، شہوات اور غلط ارادوں کو دور کرتا ہے اور یقین شکوک و شبہات کو ختم کرتا ہے۔

کفار و منافقین کے خلاف جہاد کرنے کے تین مراتب ہیں

۱۔ ہاتھ سے اگر استطاعت ہو۔
۲۔ بصورت عجز زبان سے۔
۳۔ اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو قلب سے۔ یہ جہاد کے تین مراتب ہیں جو مر گیا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کا شوق پیدا ہوا۔ تو وہ نفاق کی ایک علامت پر مرا۔

اخبارِ جہاد

گردیز پر حملوں کا آغاز کر دیا گیا

دشمن کے خلاف بھاری ہتھیاروں کا استعمال

جناب الحاج جلال الدین حقانی کے جنگی مراکز سے ہمارے اطلاعاتی رپورٹر نے وائرلیس کے ذریعے یہ اطلاع دی ہے کہ صوبہ پکتیا کے صوبائی دارالحکومت گردیز اور چھاؤنی کے اردگرد دشمن کے تمام اہم مراکز پہ مجاہدین کے متفقہ و مشترکہ اور عام حملے ۱۸ ستمبر بروز بدھ شروع ہوئے ہیں۔

ہمارے اطلاعاتی رپورٹر نے حضرت عمرؓ نامی جہادی فرنٹ کے کمانڈر جناب الحاج محمد ابراہیم کے حوالے سے کہا ہے کہ اس فیصلہ کن کارروائی میں مجاہدین کی طرف سے بھاری ہتھیاروں کے استعمال سے گردیز شہر کے اردگرد حفاظتی پٹی کی فوجی چوکیوں میں موجود فوجی افسروں سمیت ۱۳ فوجی ہلاک کر دیئے گئے۔ جب کہ ۴ فوجی گاڑیوں اور ایک بی. ایم ۱۲- توپ ناکارہ بنا دی گئی۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کابل گردیز شاہراہ پر ایک شدید جھڑپ کے دوران مجاہدین نے کابل رژیم کے ۱۴ فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ جب کہ ۱۰ دیگر فوجی شدید زخمی کر دیئے گئے۔ آخری خبر آنے تک دشمن کے مراکز پہ مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔

اس سے پہلے ۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء کو مجاہدین نے عام حملے کے مقدماتی حملے کے طور پہ توپخانے کا استعمال کر کے گردیز شہر اور اردگرد کے حفاظتی چوکیوں پر ایک شدید حملہ کر کے گولے برسائے۔ جن کے نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا گیا

تفصیلات کے مطابق مجاہدین کی اس کامیاب کارروائی کے دوران کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے افسروں سمیت ۳۶ فوجی ہلاک اور ۱۶ زخمی کر دیئے گئے، دشمن کے ۴ ٹینک، ۱۰ فوجی گاڑیاں ۲ BM 12 اور ۴ 76 mm توپیں بھی ناکارہ بنا دی گئیں۔

۲ چوکیاں تباہ، ۲۵ فوجی ہلاک

موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق ۱۲ ستمبر کو مجاہدین نے کندز شہر

کے اردگرد کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی حفاظتی چوکیوں پر حملہ کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ بتایا گیا ہے کہ اس کامیاب حملے کے دوران ۲۵ فوجی ہلاک، ۳۵ زخمی اور ۱۰ دیگر اسلحہ سمیت زندہ گرفتار کر لئے گئے۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ اس جھڑپ کے نتیجے میں دشمن کی دو فوجی چوکیاں تباہ اور فوجی سازوسامان کا ایک ڈپو نذر آتش کر دیا گیا۔

تفصیلات کے مطابق اس کارروائی کے اگلے روز کابل انتظامیہ نے انتقامی کارروائی کے طور پر صوبہ کنڑ میں مجاہدین کے ٹھکانوں اور رہائشی علاقوں پر اندھا دھند بمباری کی جس سے ۱۰ مکانات تباہ ہوئے۔ ۳ مجاہد شہید اور ۸ بچے اور عورتیں زخمی ہو گئیں۔

لوگر میں خاد کے ۸ اہل کار ہلاک

پشاور میں "کمانڈروں کی شوریٰ" کے سیاسی دفتر نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے صوبہ لوگر کے سب ڈویژن کلنگار کے قلعہ وزیر کے مقام پر واقع کابل انتظامیہ کے "خاد" کے دفتر پر اچانک حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں "خاد" کے آٹھ اہلکار موت کی نیند سلا دیئے گئے اور کئی دیگر زخمی

ہوئے دشمن کو بھاری مالی نقصان بھی ہوا مجاہدین نے اس کارروائی کے دوران اٹھارہ مختلف النوع ہتھیاروں اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا

پغمان میں ۱۱ چوکیوں پر مجاہدین کا قبضہ

موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۹ اور ۲۰ ستمبر کو سب ڈویژن پغمان کے درہ زرگر، بیک توت، قلعہ حکیم، سنگ شادہ، عروس اور باغ داؤ کے علاقوں میں موجود کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے مراکز اور فوجی چوکیوں پر مشترکہ طور پر منظم حملے کئے جن کے نتیجے میں کابل انتظامیہ کی گیارہ فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ ۱۴ فوجی ہلاک اور متعدد دیگر زخمی کر دیئے گئے جب کہ متعدد دوسرے فوجی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس فیصلہ کن لڑائی کے دوران کابل کٹھ پتلی حکومت کے بیشتر بھاری ہتھیار تباہ ہوئے تاہم بڑی مقدار میں ہلکے ہتھیاروں گولہ بارود اور اشیائے خوردونوش پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

کابل فوج پر مجاہدین کے راکٹوں سے حملے، ۳۰ افراد ہلاک

کابل کے سفارتی علاقوں میں حملوں سے متعدد افراد ہلاک و زخمی، ایک ہیلی کاپٹر بھی تباہ

وزارت دفاع کے دفاتر پر پھینکا جانے والا راکٹ مسافر بس پر جا گرا ۱۰۰ افراد زخمی

افغان مجاہدین نے کابل انتظامیہ کی فوجوں کے خلاف راکٹوں سے حملے کئے ہیں۔

اطلاعات کے مطابق یہ راکٹ کابل میں سفارتی علاقے وزیر اکبر خان میں گرے جس سے بڑی تعداد میں لوگ ہلاک و زخمی ہوئے۔ تاہم ہلاک یا مرنے والوں کی قطعی تعداد فوری طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔ اس سے پہلے مجاہدین نے بدھ کے روز کابل پر چھ راکٹ برسائے جو وزارت دفاع کے دفاتر کے قریب گرے، جس سے کم سے کم ۳۰ افراد ہلاک اور ۱۰۰ زخمی ہو گئے تھے

کابل انتظامیہ نے اس حملے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک راکٹ ایک مسافر بس کو آ کر لگا۔ جس سے بس پر سوار تیس افراد ہلاک اور کئی دوسرے زخمی ہو گئے

ادھر کابل انتظامیہ کا ایک فوجی ہیلی کاپٹر جس میں اسلحہ اور گولہ بارود لدا ہوا تھا اچانک آگ لگنے سے گردیز کے علاقے

میں گر کر تباہ ہوگیا۔

اطلاعات کے مطابق ہیلی کاپٹر کا کپتان اور دوسرے ارکان موقع پر ہی ہلاک ہوگئے۔

گردیز کے محاذ پر کابل فوجیوں کے لئے عام معافی کا اعلان۔ خونریزی سے بچنے کے لئے کابل فوجی ہتھیار ڈال دیں

۴ر اکتوبر (اژانس افغان) افغانستان کے جنوبی محاذ کے کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی نے گردیز کے محاذ پر کابل فوجیوں کے لئے عام معافی کے اعلان کا اعادہ کیا ہے۔ مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان کے مطابق مولانا حقانی نے گردیز گیریژن میں کابل انتظامیہ کے کمانڈر بریگیڈیر جنرل احسان رفیقی کے ایک پیغام کے جواب میں ایک خط ارسال کیا ہے، جس میں کابل فوجیوں پر واضح کیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیں تو انہیں عام معافی دی جائے گی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ گذشتہ ہفتے جنرل احسان رفیقی نے مولانا حقانی کو جنگ بندی کے بارے پیش کش کی تھی۔ جس کے جواب میں مولانا حقانی نے کابل انتظامیہ کے کمانڈر کو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے کی صورت میں عام معافی دینے کا اعلان کیا تھا۔ افغانستان کے دیگر جنگی محاذوں سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ قندہار کے نزدیک مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔ ٹینک میں سوار دو فوجی ہلاک ہوگئے۔

گردیز کے محاذ پر مجاہدین کی مزید کامیابیاں

صوبہ پکتیا کے ہیڈکوارٹر گردیز کے مشرق میں تیراہ کے مقام پر مجاہدین نے پانچ حفاظتی چوکیاں تباہ کر دیں مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان نے بتایا ہے کہ مجاہدین تین اطراف سے گردیز کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں جس میں انہیں کسی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

ادھر صوبہ زابل سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کمانڈر حمید اللہ خان کی قیادت میں صوبائی ہیڈکوارٹر قلات غلزئی کی فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا۔ اس کارروائی میں کابل انتظامیہ کے متعدد فوجی مارے گئے جبکہ اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار مجاہدین کے ہاتھ آئی

صوبہ جوزجان میں کابل انتظامیہ کی بٹالین نے ہتھیار ڈال دیئے بھاری مقدار میں اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا

۲۶ر ستمبر (اژانس افغان) روسی سرحد پر واقع افغانستان کے شمالی صوبے جوزجان میں آقچہ کے مقام کابل انتظامیہ کی پوری بٹالین سے ہتھیار رکھوا لئے۔

مجاہدین کے ذرائع نے ایجنسی افغان پریس کو بتایا کہ کمانڈر مولوی محمد عالم کی قیادت میں مجاہدین نے گذشتہ ہفتے صوبائی ہیڈکوارٹر شبرغان کے شمال مشرق کی طرف آقچہ کے فوجی اڈے کو نشانہ بنایا۔ دن بھر جاری رہنے والے اس معرکے میں کابل دستے بھاری جانی نقصان اٹھا کر بھاگ نکلے جبکہ بائیس افسروں سمیت ۲۱۸ کابلی فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے

اطلاعات کے مطابق فوجی مرکز سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود کے علاوہ رسد کا ذخیرہ مجاہدین

کے ہاتھ آیا۔ اس کاروائی میں ایک مجاہد شہید اور نو زخمی بتائے گئے ہیں۔ جبکہ اٹھارہ کابل فوجی مارے گئے۔

بمباری سے متعدد مکانات تباہ ہوگئے

مغربی افغانستان کے صوبے ہرات میں مجاہدین کے ایک سیار گروپ نے زندہ جان کے علاقے میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔

مجاہدین کے ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق راکٹوں کے فائر سے پل بازارک اور قروق کے مقام متعدد دفاعی تنصیبات تباہ ہوگئیں جہاں متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔

ادھر وسطی افغان صوبے غور میں کابل انتظامیہ کے طیاروں نے تولک کے علاقے میں بمباری کی۔ جہاں دس مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ اس بمباری میں جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

قبل ازیں مجاہدین نے صوبائی ہیڈکوارٹر چغچران کے نواح میں فوجی کیمپ کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں دو کابل فوجی ہلاک اور تین اسلحے سمیت گرفتار کر لئے گئے۔

قندھار ایئرپورٹ پر مجاہدین کا حملہ، گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ

حفاظتی چوکیوں پر راکٹوں سے یلغار، متعدد فوجی ہلاک غزنی کے فوجی اڈے کو بھی نشانہ بنایا گیا

لندن (ا ژ السن افغان) قندھار کے ہوائی اڈے پر مجاہدین کے تازہ حملے میں متعدد تنصیبات کے علاوہ اسلحہ اور گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ ہوگیا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے تحریک مزاحمت کے حوالے سے بتایا کہ ۱۲ ستمبر کی صبح تیز رفتار کاروائی کے دوران چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے قندھار ایئرپورٹ پر راکٹوں سے یلغار کی جس کے نتیجے میں ہوائی اڈے کا راڈار سسٹم اور رن وے کا ایک حصہ شدید متاثر ہوا۔

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کمانڈر فدا محمد خان کی قیادت میں قندھار کے جنوبی علاقے میں حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا جہاں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ ان حملوں میں مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

ادھر تاریخی افغان شہر غزنی کے نواح میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے فوجی اڈے پر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک اور ایک گاڑی تباہ کر دی گئی۔ ٹینک اور گاڑی کا عملہ موقع پر ہلاک ہوگیا۔

کابل کے نزدیک افغان طیاروں کی شدید بمباری، چار مجاہدین سمیت متعدد افراد شہید و زخمی

صوبہ لوگر میں مجاہدین نے ۹ کابل فوجی گرفتار کر لئے

(ا ژ السن افغان) نجیب انتظامیہ کے طیاروں نے گزشتہ روز سب ڈویژن سروبی کے علاقے تنگی ابریشم میں دیہی آبادیوں پر شدید بمباری کی جس کے نتیجے میں چار مجاہدین سمیت متعدد افغان شہری شہید اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ تحریک مزاحمت کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ یہ انتقامی بمباری مجاہدین کے حملوں کے بعد کی گئی۔ ان حملوں میں کابل کی پل چرخی اور نرغہ چھاؤنیوں میں کابل دستوں کو بھاری نقصان پہنچایا گیا تھا۔

ادھر صوبہ لوگر میں مجاہدین نے دشت بالوس کے علاقے میں فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا اور نو کابل فوجی گرفتار کر لئے جبکہ چودہ کلاشنکوف دو مشین گنیں اور سات راکٹ لانچروں کے علاوہ دیگر اسلحہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا

غزنی کے نزدیک مجاہدین نے ہیلی کاپٹر مار گرایا، بمباری کے دوران دو مجاہد سمیت پانچ افراد شہید ہوگئے

افغانستان کے تاریخی شہر غزنی کے شمال مغرب میں افغان مجاہدین نے کابل انتظامیہ کا ہیلی کاپٹر مار گرایا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور عملے کے تین افراد موقع پر ہلاک ہوگئے۔ تباہ ہونے والا ہیلی کاپٹر ۸ ستمبر کو غزنی چھاونی پر حملہ کرنے والے مجاہدین نے ایک ٹینک تباہ کر دیا جس میں سوار تین فوجی مارے گئے۔ مجاہدین کے مارٹروں سے اسلحے کے ایک ذخیرے میں آگ لگ گئی، جہاں کئی گھنٹے گولہ بارود پھٹتا رہا۔ حملے کے بعد کابل انتظامیہ کے طیاروں نے غزنی کے نواح میں آزاد کردہ علاقوں پر بمباری کی۔ جس کے نتیجے میں دو مجاہد اور تین بچے شہید ہو گئے۔ اس بمباری میں مکانات، باغات اور فصلوں کو شدید نقصان پہنچا۔

صوبہ لغمان میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں

افغانستان کے شمال مشرقی صوبے لغمان میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈکوارٹر مہترلام کے فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا جہاں تیرہ کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے مجاہدین کے حوالے سے بتایا ہے کہ کمانڈر عبدالحلیم کی قیادت میں مجاہدین نے اس حملے میں راکٹ لانچر استعمال کیے جس کے نتیجے میں متعدد تنصیبات تباہ ہوگئیں۔ اس کارروائی میں پانچ کابل فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لئے گئے۔

اطلاعات کے مطابق انہی مجاہدین نے باباخیل کے مقام حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے۔ جس کے دوران تین کابل فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ جبکہ متعدد فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔

قندھار ایئرپورٹ پر مجاہدین کا حملہ اسلحے اور گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ کر دیا گیا

۱۵ ستمبر (اژانس افغان) قندھار کے ہوائی اڈے پر مجاہدین کے تازہ حملے میں متعدد تنصیبات کے علاوہ اسلحے اور گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ ہوگیا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے تحریک مزاحمت کے حوالے سے بتایا ہے کہ ۱۲ ستمبر کی صبح تیز رفتار کارروائی کے دوران چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے قندھار ایئرپورٹ پر راکٹوں سے یلغار کی، جس کے نتیجے میں ہوائی اڈے کا راڈار سسٹم اور رن وے کا ایک حصہ شدید متاثر ہوا۔ اطلاعات کے مطابق انہی مجاہدین نے کمانڈر فدا محمد خان کی قیادت میں قندھار کے جنوبی علاقے میں حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا جہاں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ ان حملوں میں مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے، ادھر تاریخی افغان شہر غزنی کے نواح میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے فوجی اڈے پر حملہ کیا۔ جس میں ایک ٹینک اور ایک گاڑی تباہ کر دی گئی۔ ٹینک اور گاڑی کا عملہ موقع پر ہلاک ہوگیا۔

شاہراہِ سالانگ کے اہم فوجی اڈوں پر مجاہدین کے حملے

شاہراہِ سالانگ کے اطراف میں افغان مجاہدین نے اہم فوجی اڈوں کو نشانہ بنایا جس میں کابل انتظامیہ کو شدید جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے

اطلاع دی ہے کہ گذشتہ ہفتے مجاہدین نے شاہراہ سالانگ کی مشرقی سمت صوبہ بغلان کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا۔ اس کاروائی میں مجاہدین نے پانچ حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ پچیس کابل فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لیے۔ جبکہ ایک ٹینک، ایک بھاری مشین گن، پانچ راکٹ لانچر اور اسلحے کی بھاری مقدار مجاہدین کے ہاتھ آئی۔ ادھر صوبہ سمنگان کے صدر مقام ایبک میں مجاہدین نے فوجی مرکز پر یلغار کی جہاں ایک افسر سمیت پانچ فوجی گرفتار کر لئے گئے۔

ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ کابل انتظامیہ کے طیاروں نے آزاد افغان صوبے تخار کے ہیڈ کوارٹر طالقان کے نواح میں دیہی آبادیوں پر بمباری کی۔ جس سے متعدد مکانات تباہ ہو گئے۔ بمباری کے دوران جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

مجاہدین نے چھاپہ مار کاروائی کر کے ایک حفاظتی چوکی تباہ کر دی۔

مجاہدین کے ذرائع کے مطابق ۲۴ ستمبر کی صبح پنج چال کے مقام اس حملے میں متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ جبکہ پانچ مجاہد شہید بتائے گئے ہیں۔ مجاہدین نے راکٹوں سے فائر کر کے دو ٹینک تباہ کر دیئے۔ حفاظتی چوکی سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

ادھر وسطی افغانستان کے صوبے غور میں خونریز جھڑپ کے دوران مجاہدین کے کمانڈر سید میر خان شہید ہو گئے۔

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر شہرک میں کابل انتظامیہ کے فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ جہاں چار کابل فوجی ہلاک اور ایک بھاری گاڑی تباہ کر دی گئی۔

کابل جلال آباد شاہراہ پر مجاہدین کا دوبارہ کنٹرول

گیارہ کابل فوجی ہلاک، متعدد زخمی ہو گئے

۱۶ ستمبر (اژانس افغان) کابل جلال آباد شاہراہ مجاہدین نے ایک بار پھر بند کر دی ہے جسے گذشتہ ماہ کی جھڑپوں کے دوران کابل انتظامیہ نے فوجی ٹریفک کے لئے کھول لیا تھا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۹ ستمبر کو کابل کے لئے بجلی مہیا کرنے والے بجلی گھر ماہی پر کے نزدیک حفاظتی چوکیوں پر حملہ کر کے شاہراہ بند کر دی۔ اس معرکے میں مجاہدین نے کابل تنگی کے علاقے میں بارودی سرنگیں لگا کر پہاڑی چٹانیں شاہراہ پر گرا دیں لڑائی کے دوران گیارہ کابل فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ جبکہ چار افغان فوجی مجاہدین سے آملے۔ مجاہدین نے شہریوں کی سہولت کے پیش نظر کابل جانے والی ٹرانسمیشن لائن کو تباہ نہیں کیا۔ تازہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کابل جلال آباد شاہراہ پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے کھول دی ہے جبکہ ماہی پر اور کابل کے درمیان باقاعدہ ناکہ بندیاں قائم کر رکھی ہیں۔

قندھار ہرات شاہراہ پر مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی

موصولہ اطلاعات کے مطابق قندھار ہرات شاہراہ پر صوبہ ہلمند کے علاقے گرشک میں

شہداءِ راہِ حق

شہید نورولی:

جناب مت خان کے جواں سال فرزند نورولی آج سے ۳۲ سال قبل صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے "لکنو" نامی گاؤں کے ایک غریب مگر دین دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں نام نہاد "انقلاب ثور" کے نام سے کمیونسٹ نظام قائم ہوا۔ اور افغان مسلمان عوام کفر و الحاد کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تو نورولی نے اپنے خاندان سمیت ہجرت کا راستہ اپنایا اور پاکستان ہجرت کی اس دار ہجرت سے کچھ عرصہ بعد اپنے ساتھیوں سمیت دار جہاد کی طرف روانہ ہوئے اور دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف مسلح جہاد شروع کیا۔

غیرت، ایمان اور اسلام سے والہانہ محبت کا گرم خون شہید نورولی کی رگ رگ میں موجزن تھا۔ چنانچہ ان ہی جذبات اور اسلامی احساسات کی بناء پر انہوں نے ہر محاذ میں دشمن کو شکست دے کر شایان شان کامیابیاں حاصل کیں۔ انہوں نے حق و باطل کے

درمیان اس طویل جنگ کے دوران بے شمار معرکوں میں حصہ لیتے ہوئے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار یہ جیالے مجاہد ۲۸، مارچ ۱۹۹۱ء کو خوست کی تاریخی اور مشہور فتح کے دوران خوست شہر کے جدید ائیرپورٹ کے قریب جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید عزیز خان

شہید عزیز خان ولد مروت خان نے بھی صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے "سدک" نامی گاؤں کے ایک دین دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔

جناب عزیز خان نے اس کے باوجود کہ تعلیم جیسی اعلیٰ نعمت کے حصول سے غربت کی وجہ سے محروم رہا۔ لیکن خاندانی اور والدین کی نیک تربیت کی بناء پر اسلام کے شیدائی اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔

۱۹۷۸ء کو افغانستان میں جب ایک لادین اور کمیونسٹ ٹولے کے ذریعے حکمرانان کرملین کے اشاروں سے ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں افغانستان کے غیور اور مومن عوام پر

دہری اور کمیونسٹ نظام حکومت قائم کر دیا گیا اور افغان مسلمان عوام کمیونسٹوں کے ظلم و تشدد کی چکی میں پسنے لگے۔ تو اسلام کے سچے سپاہی عزیز خان نے دنیاوی کاموں سے منہ موڑا اور غاصب حملہ آور روسی افواج، داخلی کمیونسٹوں اور دین و وطن کا سودا کرنے والوں کے خلاف اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح اپنی اسلامی سرزمین کی آزادی اور ظالموں کے چنگل سے اپنے مسلمان عوام کو نجات دلانے کی خاطر مسلح جہاد میں شامل ہوا۔ ایک طویل مدت کے لئے دشمنانِ دین و وطن کے لئے قہر ساماں بنے رہے۔ حق و باطل کے درمیان ہونے والے کئی معرکوں میں حصہ لیتے ہوئے دشمن کے پلید بدن پر کاری ضربیں لگا کر انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیابی حاصل کی۔

شہید عزیز خان ایک نڈر، بے باک اور دلیر مجاہد ہونے کے علاوہ خوش خلق اور ملنسار شخصیت کے مالک بھی تھے وہ دشمن سے معرکے کے دوران ہمیشہ صف اول کے مجاہد رہے۔

اللہ ج کی راہ میں شہادت ان کی دلی آرزو تھی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دلی تمنا بھی پوری کر دی اور ۲۱ مارچ ۱۹۹۱ء بروز جمعرات خوست کی مشہور اور تاریخی فتح کے دوران "دیسار" نامی فوجی چوکی پر ایک کامیاب حملے کے وقت کسی بزدل دشمن کی گولی سینے پر کھانے کے بعد شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کر گئے۔

شہید گل کمین:

جناب امین خان کے جواں سال فرزند شہید گل کمین صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے "سدکی" نامی گاؤں کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔

کمین خان بچپن ہی سے والدین کی نیک تربیت اور دین مبین اسلام سے والہانہ محبت کی وجہ سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں ایک لادین اور کمیونسٹ ٹولے کے ذریعے ان کے روسی بادادوں کے اشارے پر نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور ہمارے مسلمان عوام روسی بے رحم ایجنٹوں کے مظالم کا شکار ہونے لگے۔ تو جناب کمین خان نے بھی اپنے دیگر دلیر مجاہد بھائیوں کی طرح افغانستان کی دہری حکومت اور وطن فروش کمیونسٹوں کے خلاف کمر ہمت باندھ کر مسلح جہاد کا آغاز کیا اور دشمنان دین و وطن کے لئے قہر ساماں بنے رہے۔ کئی معرکوں میں حصہ لیتے ہوئے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا کر داد شجاعت پاتے رہے۔ وہ جہاد کے اس طویل دوران میں ہمیشہ صف اول کے مجاہد رہے۔

آخر کار فتح خوست کی تاریخی اور مشہور لڑائی کے دوران "بگیر وگاؤں" نامی فوجی چوکی پر مجاہدین کی چڑھائی کے دوران ۲۲ مارچ ۱۹۹۱ء کو بروز جمعہ المبارک جام شہادت نوش کر گئے اور اس طرح وہ راہ حق کے قافلہ شہداء میں شمولیت کا اعزاز حاصل کر گئے۔

شہید محمد دین:

ولد روشن دین صوبہ پکتیا
جڈویژن درگئی کے
علاقے

کے ایک مسلمان، دین دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔

۱۹۷۸ء میں جب ہمارے اسلامی ملک افغانستان کی اسلامی سرزمین پر کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں افغانستان کے داخلی کمیونسٹوں اور وطن فروشوں نے وہاں ایک کمیونسٹ اور لادین حکومت کی بنیاد رکھی اور ۱۹۷۹ء میں روسی سامراج نے تمام انسانی ہمسائیگی اور بین الاقوامی اصولوں کو پامال کرتے ہوئے ہمارے ملک پر غاصبانہ حملہ کرکے افغان بے گناہ مسلمان عوام پر بے تحاشا مظالم ڈھلنے شروع کئے تو ہمارے کمسن مگر غیرتی اور جذبۂ اسلام سے سرشار بھائی جناب نے بھی جدوجہد آزادی میں شامل دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ مسلحانہ جہاد شروع کیا۔

حق و باطل کے درمیان ہونے والے کئی معرکوں میں شمولیت حاصل کرکے روسی اور کمیونسٹ افراد کو جہنم رسید کر دیا اور غازی ہونے کا اعزاز حاصل کر دیا۔ اور آخر کار کو دشمن سے ایک شدید لڑائی کے دوران داعی اجل کو لبیک کہہ کر شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔

شہید سید اکبر:

شہید سید اکبر ولد طالب
صوبہ پکتیا
سب ڈویژن خوست کے لکنو
علاقے

کے ایک مسلمان، دین دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔

۱۹۷۸ء میں جب ہمارے اسلامی ملک افغانستان کی اسلامی سرزمین پر کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں افغانستان کے داخلی کمیونسٹوں اور وطن فروشوں نے وہاں ایک کمیونسٹ اور لادین حکومت کی بنیاد رکھی اور ۱۹۷۹ء میں روسی سامراج نے تمام انسانی ہمسائیگی اور بین الاقوامی اصولوں کو پامال کرتے ہوئے ہمارے ملک پر غاصبانہ حملہ کرکے افغان بے گناہ مسلمان عوام پر بے تحاشا مظالم ڈھلنے شروع کئے تو ہمارے کمسن مگر غیرتی اور جذبۂ اسلام سے سرشار بھائی جناب نے بھی جدوجہد آزادی میں شامل دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ مسلحانہ جہاد شروع کیا۔

حق و باطل کے درمیان ہونے والے کئی معرکوں میں شمولیت حاصل کرکے روسی اور کمیونسٹ افراد کو جہنم رسید کر دیا اور غازی ہونے کا اعزاز حاصل کر دیا۔ اور آخر کار کو دشمن سے ایک شدید لڑائی کے دوران داعی اجل کو لبیک کہہ کر شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔

نعت

عالم افروز ہیں کس درجہ حرا کے جلوے
جن کے پرتو سے اُٹھے ارض و سما کے جلوے

چہرۂ زیست کی ضو حسنِ پیمبرؐ کی جھلک
چشمِ ہستی کی ضیا بدرِ دجیٰ کے جلوے

والضحیٰ رُوئے منوّر ہے تو واللّیل ہے زلف
اُن کے فیضان سے ہیں صبح و مسا کے جلوے

شبِ معراج، رسولانِ سلف کے ہمراہ
دیکھے ہے سیّدِؐ لولاک لما کے جلوے

لطف ہی لطف ہے اُس رحمتِ عالم کی نظر
خیر ہی خیر ہیں شاہِؐ دوسرا کے جلوے

مجھ سیہ کار کو دیتے ہیں شفاعت کی نوید
شاہِؐ ابرار کی شب رنگ عبا کے جلوے

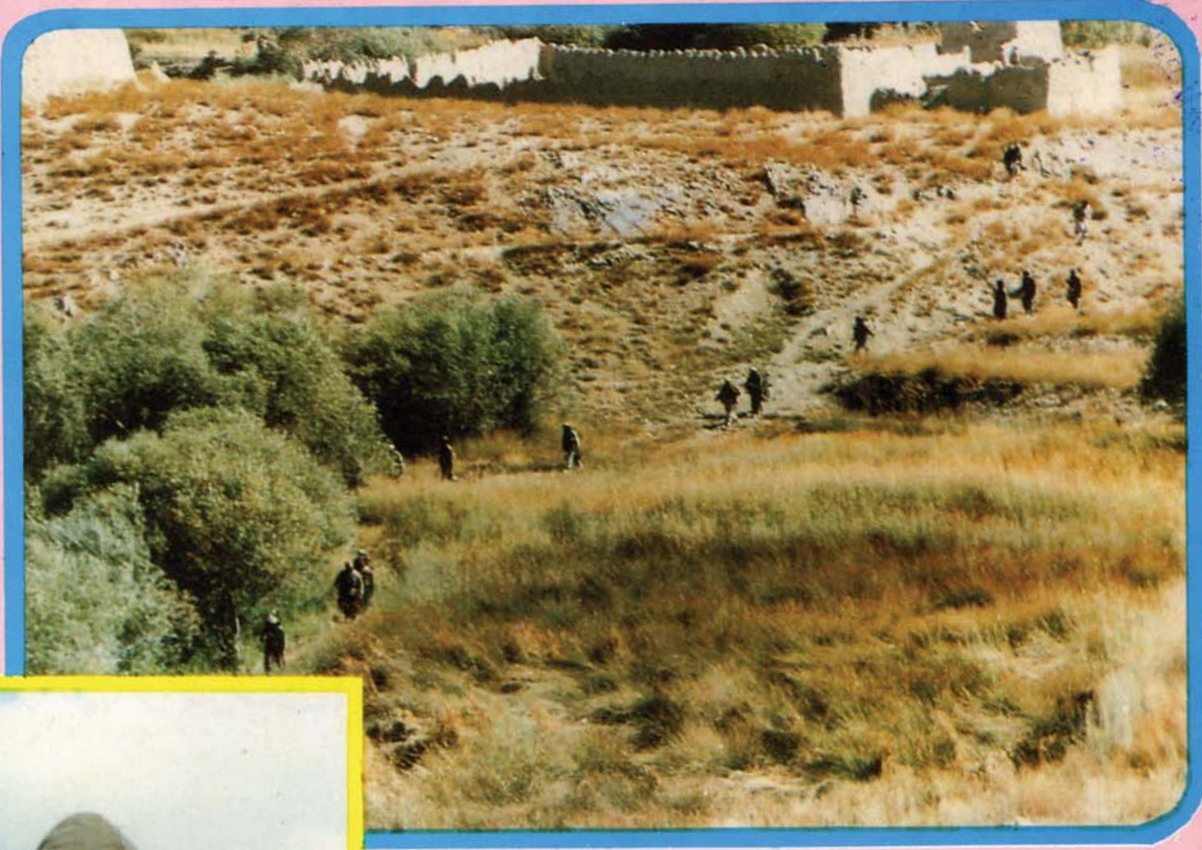

گردیز میں جیالے مجاہدین سنگلاخ
چٹانوں سے گزر کر جہاد کیلئے جا رہے ہیں

گردیز شہر کے اِرد گرد لمحہ بہ لمحہ دشمن کے سکڈ میزائل
اور توپوں کے گولے پھینکے جا رہے ہیں